عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۰ / شمارہ نمبر ۴۸
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

Maulana Rafi Usmani named Mufti-e-Azam Pakistan

By our correspondent

KARACHI: Maulana Mufti Mohammad Rafi Usmani has been named Mufti-e-Azam Pakistan in a representative meeting of Aalami Majlis-e-Khatm-e-Nabuwwat. This decision has been taken due to the serious illness of former Mufti-e-Azam Pakistan, Maulana Mufti Wali Hussan Tonki.

The meeting was attended by more than four hundred Ulema-e-Karaam (Scholars) belonging to Jamiat-e-Ulema Islam (F), Jamiat-e-Ulema Islam (S), Anjuman Sipah Sahaba, Jamiat-e-Ishaatul Tauheed, Swad-e-Azam Ahle Sunnah Pakistan, Muttahida Sunni Mahaz, Sunni Majlis-e-Amal and many other religious organisations and Madaris who, by consensus, agreed to the nomination of the President of Daarul Islam Karachi Mufti Mohammad Rafi Usmani as Mufti-e-Azam, Pakistan.

INTERNATIONAL THE NEWS
Friday, April 17, 1992

مفتی رفیع عثمانی کیلئے مفتی اعظم کا خطاب

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نمائندہ اجلاس میں جمعیت علماء اسلام (ف) جمعیت علماء اسلام (س) انجمن سپاہ صحابہ، جمعیت اشاعت التوحید، سواد اعظم اہلسنت پاکستان، متحدہ سنی محاذ، سنی مجلس عمل اور دیگر مذہبی تنظیموں اور مدارس کے علماء کرام کی طرف سے مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی کی علالت کی بناء پر دار العلوم کراچی کے صدر مہتمم مفتی محمد رفیع عثمانی کو "مفتی اعظم پاکستان" کے منصب کیلئے تجویز کیا جس کی اجلاس میں شریک چار سو سے زائد علماء کرام نے تائید کی چنانچہ مفتی رفیع عثمانی "مفتی اعظم پاکستان" مقرر ہوگئے۔ مفتی رفیع عثمانی کے والد مولانا مفتی محمد شفیع بھی مفتی اعظم پاکستان تھے مفتی شفیع صاحب کی رحلت کے بعد مفتی ولی حسن نے مفتی اعظم پاکستان کا منصب سنبھالا تھا۔

روزنامہ جنگ کراچی جمعہ 17 اپریل 1992ء

اور اب پاکستان میں بابری مسجد

چالیس سالہ پرانی جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ناجائز ہے

قائد اعظم مینجمنٹ بورڈ کے ماسکے ایل یڈوانی کی منطق

ضمیمہ دو مباھلے

نیت کے مخدوش قلعے پر مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ کا ایک اور حملہ

مباہلوں کی رٹ لگانے والے مرزا طاہر کے جد کے مباہلوں کا احوال

ایفائے عہد

ثریا منہ لیب

ایفائے عہد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ وہ مستقل قدر ہے جسے اپنائے بغیر کسی مسلمان کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی اور مومن وہی ہوتا ہے جو ایفائے عہد کا پابند ہوتا ہے یعنی دل سے ایمان لا کر جب زبان سے اس کا اقرار کرتا ہے تو عملاً اپنے کہے کی پابندی کرتا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

اے جماعت مومنین! جو قانون خداوندی کی رو سے تم پر پابندیاں عائد ہوتی ہیں اور تم انہیں پورا کرنے کا عہد کرتے ہو کہ یہ ایمان کا اولین تقاضا ہے انہیں پورا کرو۔ بحیثیت مسلمان ایفائے عہد کی ذمہ داری میں سب سے پہلے وہ عہد ہے جو بندہ اپنے خدا سے کرتا ہے۔ سورۃ الانعام میں ہے اپنے اس عہد و پیمان کو پورا کرو۔ جو تم نے مومن ہونے کی حیثیت سے اللہ سے کر رکھا ہے۔ سورۃ المومنون میں مومنوں کی چند بنیادی خصوصیات بتائی گئی ہیں ان میں سے ایک خصوصیت کے متعلق فرمان خداوندی ہے۔

یعنی وہ اپنی امانات اور عہد کی نگہداشت کرتے ہیں (سورۃ المعارج ملاحظہ آیت ۳۲)

اس آیت میں امانات اور عہد دو چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن کریم نے نظام مملکت کے بنیادی تصور سے متعلق کہا ہے یعنی اللہ مومنین سے ان کی جان و مال خرید لیتا ہے اور ان کے عوض انہیں جنت عطا کر دیتا ہے۔ یہ ہے وہ میثاق جو خدا اور مومنین دو فریقوں کے درمیان طے پاتا ہے اس میں مومنین کے ذمے یہ فرائض عائد ہوتے ہیں کہ وہ نظام قرآنی کے استحکام کیلئے راہ خداوندی میں اپنا مال و جان پیش کرتے رہیں اس کے بدلے میں خدا انہیں جو حقوق عطا کرتا ہے ان کو ایک لفظ میں سمو دیا ہے اور وہ ہے۔ الجنۃ

یہاں ذرا رک کر سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ یہ میثاق یا معاہدہ محض ذہنی اور اعتقادی نہیں کہ بس اپنے دل میں یہ کہہ کر کہ ہم نے اپنے مال و جان کو خدا کے ہاتھ بیچ دیا ہے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہماری ذمہ داری پوری ہو گئی اور اب ہم جنت کے مالک بن گئے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ دین میں جو کچھ دل سے مانا جاتا ہے یا زبان سے کہا جاتا ہے اسے عملی طور پر کرنا بھی ہوتا ہے دنیا میں بیع و شریٰ کا معاملہ اس نظام کے ساتھ ہوتا جو خدا کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے تشکیل پاتا ہے عملاً طے ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے عطا کردہ قوانین نافذ کرنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے یہ ذمہ داریاں پوری ہوتی ہیں۔ یوں اس معاہدے پر تمام تر دنیوی و اخروی برکات و ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ سورۃ النحل کی ۹۱ ویں آیت میں ایفائے عہد کے بارے میں یہ تشریح کی گئی ہے کہ جب تم خدا کے ساتھ مسلمان ہونے کا عہد کر لو تو اپنے عہد کو پورا کرو اور اپنے قول و قرار پختہ کر لینے کے بعد انہیں مت توڑو تم اس پر خدا کو ضامن قرار دے چکے ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد باری ہے

اور اپنا عہد ہمیشہ پورا کرو۔ یاد رکھو ایفائے عہد کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہوگی۔ (سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت ۳۴)

جو لوگ عہد کا ایفا نہیں کرتے اور دنیاوی ذاتی فائدے کے لئے اپنی زبان سے پھر جاتے ہیں ان کو مخاطب کر کے سورۃ النحل آیت ۹۵ میں کہا گیا ہے کہ عہد خداوندی یعنی جو معاہدہ تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے اسے تھوڑے سے ذاتی مفاد کی خاطر بیچ نہ دو۔ اگر تمہیں حقیقت کا علم ہے تو تم جان لو کہ جو کچھ تمہیں اس معاہدے کے بدلے میں نظام خداوندی سے ملنے والا ہے وہ یوں حاصل کرنے والے مفاد سے کہیں بہتر ہے۔ سورۃ آل عمران کی ۷۷ ویں آیت میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنے عہد معاہدہ اور قول و قرار کو جن پر پابند رہنے کی تاکید قانون خداوندی اس قدر شدت سے کرتا ہے دنیاوی فائدوں کی خاطر بیچ ڈالتے ہیں۔ وہ یہ فائدہ حاصل کر لیتے ہیں لیکن آخرت کی خوشگواریوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ دنیا کا فائدہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ آخرت کے مفاد کے مقابلے میں کچھ قیمت نہیں رکھتا۔ ایسی غلط ذہنیت رکھنے والے لوگوں کی صلاحیتیں دب کر رہ جاتی ہیں۔ چنانچہ ان کی ذات نشوونما نہیں پا سکے گی اور وہ دردانگیز عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔

سورۃ توبہ میں ایسے لوگوں کی یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ وہ وعدہ تو یہ کرتے ہیں کہ اللہ انہیں رزق کی فراوانی عطا کر دے تو وہ اپنا مال خداوندی کی راہ میں خرچ کر کے اپنے قول کو سچا کر دکھائیں گے اور ان لوگوں کے ساتھ شریک ہوں گے جو دوسروں کے کام سنوارتے ہیں لیکن ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جب ان کو وافر رزق ملتا ہے تو وہ سارا مال و دولت اپنے ہی پاس سمیٹے رکھتے ہیں اور اپنے وعدے سے صاف مکر جاتے ہیں اس طرح ان کی مسلسل وعدہ خلافیوں اور کج بینیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ وعدہ شکن منافقت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے ہیں پھر یہ آنے والے عذاب سے ہرگز نہیں بچ سکتے سورۃ الاعراف میں آیا ہے کہ جو لوگ خدا کے ساتھ کئے ہوئے عہد پر قائم نہیں رہتے یعنی قوانین خداوندی کے وفا شعار نہیں ہوتے وہ فاسق ہیں صحیح راستوں کو چھوڑ کر غلط راہوں پر چلنے والے سورۃ انفال میں عہد شکنی کرنے والوں کی بابت کہا گیا ہے کہ وہ اس رویہ زندگی کے تباہ کن نتائج سے غافل ہو کر اپنے عہد و پیمان توڑ ڈالتے ہیں اس کے برعکس سچے مومن وہ ہیں جو قرآن کے الفاظ میں والموفون بعهدهم اذا عاهدوا جب وہ وعدہ کرتے ہیں تو اپنا عہد پورا کرتے ہیں ان تمام آیات خداوندی سے واضح ہے کہ نظام خداوندی سے باندھے ہوئے عہد کو توڑنے والے انسانیت کے تمام رشتوں کو منقطع کر کے انفرادی مفاد پرستی کی زندگی کو جینے کا نصب العین بنا لیتے ہیں اس سے بحیثیت مجموعی معاشرہ میں جو ناہمواریاں پیدا ہوتی ہیں ان سے تباہی و بربادی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

ایفائے عہد کی اہمیت کے متعلق قرآن پاک کے یہ احکامات ہمارے سامنے موجود ہیں اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ معاشرتی اور تمدنی دنیا میں افراد میں باہمی اعتماد اور اقوام میں امن و امان بھی اسی صورت میں برقرار رہ سکتا ہے جب معاملات زندگی میں کئے گئے وعدوں کو وفا کیا جائے۔ اور معاہدات کا پابند رہا جائے وعدہ اور عہد کا مفہوم عام طور پر ایک ہی سمجھا جاتا ہے لیکن وعدہ اور عہد میں ایک اہم فرق یہ ہے کہ وعدہ انفرادی طور پر کسی کے ساتھ قول و قرار کرنے کو کہتے ہیں۔ جب کہ عہد وہ ذمہ داری ہے جو انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح عائد ہوتی ہے لہٰذا ایفائے عہد میں وعدہ کی تکمیل اور عہد کی پابندی دونوں آ جاتے ہیں۔

اب اگر ہم قرآن کریم کی اس واضح روشنی میں دیانت دارانہ طریقے سے اپنے معاشرے پر نگاہ ڈالیں تو یہ تلخ ترین حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے کہ مسلمان ہوتے ہوئے ایفائے عہد کی ذمہ داری کو ہمارے ہاں جس قدر اہم قرار دیا گیا ہے اس

باقی صفحہ ۳۶ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۰ | ۲ تا ۱۰ ذی القعدہ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۸ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۴۸

مدیر مسئول ـــ عبد الرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ ایفائے عہد ـــــــ ۲

۲۔ نعت شریف ـــــــ ۴

۳۔ اداریہ ـــــــ ۵

۴۔ اسلام میں پہلی مسجد کی تعمیر ـــــــ ۶

۵۔ ماہ ذی القعدہ سے متعلق مسائل ـــــــ ۷

۶۔ یہود اور نصاریٰ ـــــــ ۸

۷۔ مولانا مسعود شمیم صاحبؒ ـــــــ ۱۳

۸۔ داستانِ ازبلا ـــــــ ۱۴

۹۔ عظیم الشان ایمان افروز تقریب ـــــــ ۱۶

۱۰۔ ضمیمہ رد مباہلے ـــــــ ۱۹

۱۱۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اندراج ـــــــ ۲۳

۱۲۔ شناختی کارڈ کے مسئلہ پر احتجاج ـــــــ ۲۴

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

قانونی مشیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ

کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان

فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ ـــ ۱۵۰ روپے

ششماہی ـــ ۷۵ روپے

سہ ماہی ـــ ۴۵ روپے

فی پرچہ ـــ ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک

۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان

ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبد الرحمٰن یعقوب باوا ـــ طابع: سید شاہد حسن ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: ۱۳۰ بنوری ٹاؤن کراچی

نعت

زہے بخت وہ یاد آنے لگے
مقدر ہمارا جگانے لگے !

زمانہ دلاسا نہ جب دے سکا
انہیں زخمِ دِل ہم دکھانے لگے

جونہی میری فریاد پہنچی وہاں !
وہ سپنے میں راتوں کو آنے لگے

پریشاں جو دیکھا ہمیں روزِ حشر
جو ساتھی تھے آنکھیں چُرانے لگے !

یہ فیضِ شفاعت یہ فیضِ کرم !
یہ عاصی بھی جنت میں جانے لگے

بہشتِ بریں میں انہیں دیکھ کر !
طیورِ جناں چہچہانے لگے !!

نبی کی نگاہِ کرم جب ہوئی !
مُبارکؔ مدینے کو جانے لگے

مُبارکؔ بقاپوری

ہم جامع مسجد باب الرحمت کو بابری مسجد نہیں بننے دیں گے ! ! !

قائد اعظم مینجمنٹ بورڈ کے سب انجینئر عارف کا مسجد کے ساتھ ناروا سلوک

گذشتہ سال ماہ رمضان المبارک سے قبل جامع مسجد باب الرحمت کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا مسجد کی حالت انتہائی خستہ تھی اور کسی بھی وقت اس کے گر جانے اور جانی و مالی نقصان کا اندیشہ تھا۔

اس مسجد کی بنیاد اس وقت رکھی گئی تھی جب یہاں حاجی کیمپ ہوا کرتا تھا بتایا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ یہاں مفتی اعظم فلسطین جناب مفتی امین الحسینی صاحب مزار قائد پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لائے ان کے ہمراہ شہید ملت خان لیاقت علی خان بھی تھے چنانچہ حجاج کرام، نمائش میں شریک لوگوں اور مزار قائد پر حاضری دینے والوں کو نماز با جماعت کی سہولت کیلئے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

سنگ بنیاد رکھنے والوں میں مفتی اعظم فلسطین کے علاوہ شہید ملت خان لیاقت علی خان بھی شامل تھے۔ مسجد کا ہال اور ایک کمرہ پختہ تھے باقی سب کچھ ٹین اور سیمنٹ کی چادروں کا تھا استنجا خانے بالکل کھلے تھے اور چار دیواری کے اندر ــــــــــ جس سے تعفن اور بدبو مسجد کے اندر جاتی تھی اس کی وجہ سے نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا تھا۔

اس سلسلہ میں کئی درخواستیں دی گئیں حتیٰ کہ صدر ضیاء الحق مرحوم کو بھی درخواست دی جو منظور ہو گئی لیکن کسی نے اس مسجد کی طرف توجہ نہ دی قائد اعظم کے مزار سے ملحقہ پلاٹ اور پارک وزارت ماحولیات کے ماتحت ہیں جب مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنایا گیا تو ان دنوں وزارت ماحولیات کا قلمدان بلوچستان کے غیور مسلمان سردار یعقوب ناصر کے سپرد تھا ان کے ایک عزیز مولانا عبدالمنان صاحب جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں استاذ ہیں ان کی معرفت سردار صاحب موصوف سے رابطہ قائم کیا گیا۔ مسئلہ چونکہ مسجد کا تھا اور سردار صاحب خود بھی پکے اور کھرے مسلمان ہیں اس لئے عالمی مجلس کے ایک وفد نے ان سے ملاقات کی اور مسجد کی از سر نو تعمیر کے لئے درخواست دی جسے انہوں نے فوراً منظور کر لیا اور مسجد کی تعمیر کی اجازت دیدی۔

اجازت ملنے کے بعد مسجد کی تعمیر کا سلسلہ اس تیزی کے ساتھ شروع ہوا کہ ایک سال کچھ دن میں مسجد پایہ تکمیل کو پہنچ گئی جس پر کم و بیش تیس لاکھ روپیہ لاگت آئی اس وقت مسجد تین لاکھ روپے کی مقروض ہے جبکہ لکڑی کی پالش اور رنگ و روغن کے کام کے علاوہ مینار ختم نبوت کی تعمیر کا مرحلہ باقی ہے۔

قائد اعظم مینجمنٹ بورڈ میں عارف نامی ایک شخص دوسرے درجے کے آفیسر نے مسجد کی تعمیر میں رکاوٹ ڈالنے کی بہت زیادہ کوشش کی لیکن الحمدللہ اس کا کوئی حربہ کارگر ثابت نہ ہوا اور مسجد کی تعمیر کا مرحلہ مکمل ہو گیا۔ چونکہ مسجد سے ملحق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر بھی موجود ہیں اور وہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں اس لئے ۱۶ر اپریل کو دفاتر کی افتتاحی تقریب اور مسجد کی تکمیل پر دعائیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ سراجیہ کندیاں، نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی (حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کو مفتی اعظم کا خطاب کم و بیش چھ صد جید علماء کی موجودگی میں دیا گیا جو عالمی مجلس کی تقریب میں شریک تھے) حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مدظلہ، حضرت مولانا اسفندیار خان صاحب، حضرت علامہ مولانا احمد میاں حمادی، مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا محمد امجد تھانوی اور کراچی کے دیگر ممتاز اور جید علماء کرام شریک تھے۔

اس تقریب میں جہاں مسجد کی تعمیر اور دفاتر ختم نبوت کی تکمیل پر اظہار تشکر کیا گیا وہاں قائد اعظم مینجمنٹ بورڈ کے مسجد کے ساتھ ناروا رویے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی گئی یوں تو جب سے مسجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا اس وقت سے ہی عارف نامی ایک آفیسر مسجد کی تعمیر میں مداخلت کرتا رہا لیکن اسے کامیابی نہ ہو سکی۔

جب مسجد پایہ تکمیل کو پہنچ گئی اور مسجد کے مین گیٹ کا مرحلہ پیش آیا تو اس نے پھر اپنے ہاتھ دکھانا شروع کر دیئے۔ دروازے کا مسئلہ یہ ہے کہ قائداعظم مینجمنٹ بورڈ نے پورے پلاٹ کے اردگرد ایک جنگلہ تعمیر کیا ہے لیکن مسجد کے لئے جو دروازہ بنایا وہ مسجد کی پچھلی جانب تھا جہاں سے اندر کوئی گاڑی وغیرہ نہیں آسکتی تھی جس سے نمازیوں کو انتہائی مشکلات تھیں اب جب مسجد کی تعمیر مکمل ہوگئی تو اس میں مناسب تبدیلی کی گئی۔ اس سے نمازیوں کو بہت زیادہ آسانی ہوگئی ہے اب وہ گاڑی اندر لا سکتے ہیں۔

لیکن یہ بات قائداعظم مینجمنٹ بورڈ والوں خصوصاً سب انجینئر عارف صاحب کو سخت ناگوار گذری اور اس نے جامع مسجد باب الرحمت کی پوری انتظامیہ کے خلاف تھانہ بریگیڈ میں درخواست دے دی۔

چونکہ ۱۶ را پریل بروز جمعرات کراچی کے ممتاز اور اکابر علماء کرام کا اجتماع تھا اس لئے یہ مسئلہ اس اجتماع میں سرفہرست رہا اور مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ ہم جامع مسجد باب الرحمت کو بابری مسجد نہیں بننے دیں گے یہاں تک کہ بندر روڈ کو بلاک اور قائداعظم مینجمنٹ بورڈ کے دفاتر کا گھیراؤ کرنا پڑا تو کریں گے۔ اگر مسجد کے لئے جان بھی دینی پڑی تو ضرور دیں گے۔

اجتماع میں علماء کرام نے پر زور مطالبہ کیا کہ :-

(۱) مسجد کے معاملات میں مداخلت بند کی جائے۔

(۲) قائداعظم مینجمنٹ بورڈ کے سب انجینئر عارف کو برطرف کیا جائے۔

ورنہ اگر کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما ہوگیا تو اس کی ذمہ داری انتظامیہ اور قائداعظم مینجمنٹ بورڈ کے سب انجینئر عارف پر عائد ہوگی۔ ہم صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان صاحب وزیراعظم جناب میاں نوازشریف صاحب وزیر ماحولیات جناب انور سیف اللہ صاحب سے پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مسجد کے معاملات میں قائداعظم مینجمنٹ بورڈ کی مداخلت بند کرائیں۔

نوٹ :- جامع مسجد باب الرحمت میں ۱۶ اپریل کو منعقد ہونے والی تقریب سعید میں علماء کرام کی تقاریر دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

اسلام میں پہلی مسجد کی تعمیر

حافظ محمد اکرم طوفانی

اسلام میں بہت سے شعائر ایسے ہیں جنہیں کسی نہ کسی طور اولیت حاصل ہے، مساجد بھی شعائر اللہ میں سے ہیں، اسلام میں سب سے پہلی مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیر کرائی ہے جس کی تفصیل ام المومنین سیدنا عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا یوں فرماتی ہیں۔

مجھے جب عقل آئی تو میں نے اپنے گھر میں یہی محسوس کیا کہ ہمارا گھر علم دین کا گہوارہ ہے، میں نے اپنے والدین کو دین اسلام پر عمل پیرا دیکھا، فرماتی ہیں کہ کوئی دن ایسا نہ گذرتا جس دن ہمارے گھر آقائے کل، تاجدار ختم نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے ہوں جب مسلمانوں کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا گیا اور مسلم و مومن موحد سوسائٹی کا مکہ میں رہنا دوبھر کردیا گیا تو دیگر موحدین مسلمانوں کی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ بھی مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ نے مکہ سے نکل کر حبشہ کی طرف کوچ فرمایا جب راستے میں واقع ایک جگہ برک الغماد پہنچے تو ان کی ملاقات ابن دغنہ سے ہوئی جو قوم کا سردار تھا کہنے لگا اے ابوبکرؓ کہاں کا ارادہ ہے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا مجھے میری قوم رہنے نہیں دیتی قصور صرف اتنا ہے کہ میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر اللہ کی توحید کا اقرار کر لیا ہے، میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ گھر اور مبارک بستی مکہ تو چھوڑ سکتا ہوں لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہیں چھوڑ سکتا کٹھن سفر کرکے ہجرت کر رہا ہوں تاکہ اللہ کا نام لیتا رہوں اور رب واحد کی عبادت میں لگا رہوں، ابن دغنہ نے کہا اے ابوبکر تیرے جیسا نہ تو اپنے گھر مکہ سے نکل سکتا ہے اور نہ ہی کوئی جابر تجھے نکال سکتا ہے، تم ناداروں اور بے کسوں کا آسرا بنتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، جو لوگ معاشرہ پر بار ہیں ان کا بوجھ اٹھاتے

باقی صفحہ ۲۷ پر

ماہ ذی القعدہ سے متعلق مسائل و احوال گزشتہ

مولانا مشتاق احمد عباسی

ماہ ذی قعدہ اسلامی قمری مہینوں میں گیارہواں مہینہ ہے۔

ذی قعدہ کے لغوی معنی بیٹھنے والے ہیں۔ یہ مہینہ اسیر حرم حرمت و احترام والے چار مہینوں میں سے ایک ہے۔ اس ماہ کا احترام خونخوار عرب بھی کرتے تھے کہ لڑائیاں بند کر دیتے اور اپنے گھروں میں سکون سے بیٹھے رہتے۔ الغرض یہ مہینہ بڑا محترم اور بابرکت ہے۔ اہل اللہ فرماتے ہیں جیسے متبرک اوقات میں نیکیاں اجر و ثواب میں بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں ایسے ہی گناہوں کے ارتکاب سے وبال زیادہ ہو جاتے ہیں۔

ذوالقعدہ میں پیش آنے والے اہم واقعات

مشہور غزوہ خندق جس کو غزوہ احزاب کہا جاتا ہے ماہ ذوالقعدہ میں ہوا ۵ھ میں پردے کا حکم نازل ہوا۔ اسی سال زنا کی حد جاری کرنے کا حکم نازل ہوا تیمم اور صلوٰۃ خوف کے احکام نازل ہوئے (نبوت کے ماہ و سال)

ذی قعدہ میں ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کی نیت سے رخت سفر باندھا اور مشرکین نے آپؐ اور آپؐ کے جانثاروں کو حدیبیہ کے مقام پر روک دیا ذی قعدہ ہی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے مشہور و معروف تبلیغی سفر سے واپس تشریف لائے۔ ماہ ذی قعدہ میں حضورؐ نے حضرت میمونہؓ سے نکاح فرمایا۔ جلیل القدر صحابیٔ رسولؐ حضرت ابوہریرہؓ کا انتقال ماہ ذی القعدہ ۵۷ھ میں ہوا۔

صلح حدیبیہ، معرکۂ بالاکوٹ

صلح حدیبیہ جس کو قرآن پاک میں فتح مبین سے تعبیر کیا گیا ماہ ذی القعدہ ۶ھ میں ہوئی۔ غزوہ احزاب جس میں پوری کفر کی طاقت اسلام کے خلاف میدان میں آئی اسی ماہ ذی قعدہ میں ہوا۔

طائف کا وہ مشہور سفر جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین نے پتھروں کی بارش برسائی حضورؐ لہولہان ہو گئے اس سفر سے واپسی ماہ ذی القعدہ میں ہوئی۔ مغل بادشاہوں میں سے نیک و خدا ترس عالمگیر بادشاہ کی وفات ماہ ذی قعدہ میں ہوئی۔

معروف محقق و محدث علامہ ابن تیمیہؒ و ابن جوزیؒ کی وفات بھی ماہ ذی القعدہ میں ہوئی۔

محدث العصر حضرت بنوریؒ کی وفات ذی القعدہ میں ہوئی

مشہور و معروف محدث عاشق رسول مجاہد و امیر تحریک ختم نبوت حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۳ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء ہوئی۔ حضرت بنوریؒ عظیم محدث، سرتاج اولیاء و مجاہد کبیر تھے۔ آپ ہی کی قیادت باسعادت میں معروف دشمن اسلام فرقے قادیانی کو پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ حضرت بنوریؒ عظیم محدث تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سے معارف السنن ایک یادگار ہے۔ کراچی کی وہ درسگاہ جس میں پوری دنیا سے طالبان دین استفادے کے لیے حاضر ہوتے ہیں جس کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ کہا جاتا ہے یہ حضرت کی یادگار ہے۔

ماہ ذی قعدہ اور جاہلانہ خیالات

یہ مہینہ بڑا متبرک و باحرمت ہے اس مہینہ کا احترام کرنا چاہیے اور شرک و بدعت سے احتراز کرنا چاہیے مگر افسوس بہت سے مسلمان اس مہینے میں شرک و بدعات میں مبتلا رہتے ہیں۔

بعض لوگ اس مہینہ کو نامبارک و منحوس خیال کرتے ہیں شادی وغیرہ نہیں کرتے اور اس مہینے کو خالی مہینہ کہتے ہیں۔ یہ بالکل مشرکانہ خیال ہے عقیدے کی کمزوری ہے۔ شریعت اسلامیہ کی رو سے کوئی سال کوئی مہینہ، کوئی ہفتہ، کوئی دن، کوئی ساعت نامبارک و منحوس نہیں ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں تمہیں چھوٹی بڑی مصیبت جو بھی پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے اعمال کی شامت ہوتی ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی طاقت نفع دے سکتی ہے نہ نقصان۔ کسی مکان، کسی دکان، کسی زمین و جانور، کسی زمان، کسی چرند پرند میں کوئی نحوست نہیں ہے۔ چاند تارے سورج چاند کسی میں کوئی تصرف بغیر اذن الٰہی نہیں ہو سکتا۔

کوئی نحوست اگر ہو سکتی ہے تو انسان کے غلط عقیدے و شرک بدعت کی ہو سکتی ہے اگر تاریخ گزشتہ دیکھیں تو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ماہ میں حضرت میمونہؓ سے شادی فرمائی۔ اسی ماہ فتح مبین صلح حدیبیہ ہوئی، اسی ماہ کفر و شرک کو شکست اور غزوہ احزاب میں اسلام کی فتح ہوئی۔ کیا یہ سارے معاملات نامبارک ہیں؟ خود ہی غور فرمائیں۔

سورۂ بقرہ میں ارشاد ربانی ہے البتہ ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک، اور مال و متاع کی کمی سے لیکن صبر کرنے والوں کو بشارت ہو۔ حدیث میں آتا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ رب العزت جس بندے کو دوست فرماتے ہیں اس کی طرف تکالیف و بلائیں اس تیزی کے ساتھ آتی ہیں جیسے پانی نشیب کی طرف آتا ہے خلاصۃ الکلام تکالیف و پریشانی کا تعلق اللہ کے حکم سے وابستہ ہے۔ اس لیے اللہ کی طرف رجوع کرنا۔ اس کے احکامات کی تعمیل کرنا، خود کو شریعت حقہ کا تابع بنانا اصل اور دنیا و آخرت کی کامرانیوں کا ضامن ہے۔

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ
جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ
ظفرؔ آدمی نہ اس کو جانیے گا

باقی صفحہ ۲۷ پر

نقطۂ نظر

یہود اور نصاریٰ

مُسلمانوں کے دوست کب اور کیسے

از:۔ مولانا محمد شریف ہزاروی ۔ اسلام آباد

یہودیت اور نصرانیت کی تاریخ اسلام کی تاریخ سے بہت قدیم ہے اور یہودیوں، نصرانیوں کی اسلام دشمنی اتنی ہی قدیم ہے جتنی اسلام کی تاریخ قدیم ہے۔ یہود نے اسلام دشمنی کا آغاز ہجرت مدینہ کے ساتھ ہی کر دیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل یہود مشرکین پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور نزول قرآن سے فتح مانگتے تھے مگر جب آپ کا ظہور ہوا، اور قرآن کا نزول شروع ہوا تو مشرکین نے تو مخالفت کرنا ہی تھی کہ وہ کسی آسمانی کتاب اور کسی الہامی مذہب سے متعلق ہی نہ تھے اور نہ ہی ان کے پاس جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور قرآن کریم کے نزول کے بارے میں کوئی پیشن گوئی یا دستاویز موجود تھی ان کو یہ ایک انوکھا سا معلوم ہوا کہ کسی انسان پر منجانب اللہ کوئی حکم نازل ہو اور اس کی اطاعت فرض ہو۔ قرآن کریم نے جا بجا ان کے اس شبہ کو رد فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتے ہیں مگر یہود و نصاریٰ کے پاس سب خبریں موجود تھیں یہاں تک کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و اخلاق مہر نبوت جائے پیدائش اور جائے ہجرت کے بارے میں بھی علم رکھتے تھے جب سرور کائنات علیہ السلام کا ظہور ہوا، اور تمام اخلاق و اوصاف موجود پائے گئے تو جانتے بوجھتے ہوئے منکر ہو گئے۔ یہ انکار عدم علم پر مبنی نہ تھا بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی پر مبنی تھا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی، پھر صرف نہ ماننے پر بس نہ کی بلکہ حتی الامکان اسلام، نعان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے اور مٹانے کی بھرپور سازشیں بھی کیں لیکن اللہ کریم نے ہر موقعہ پر ذلت اور رسوائی ان کے مقدر کی۔

حضور اکرم علیہ السلام نے مدینہ منورہ تشریف لا کر یہود کے ساتھ معاہدے کئے لیکن یہود کی طرف سے مسلسل خلاف ورزیوں کی پاداش میں اول مدینہ سے پھر جزیرۃ العرب سے جلا وطن کئے گئے۔ حضور علیہ السلام جب مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو مشرکین نے سوچا کہ اگر جلد مسلمانوں کا استیصال نہ کیا گیا تو یہ زور پکڑ لیں گے۔ اس غرض سے انہوں نے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا، تاہم ہجرت کے دوسرے سال تک کوئی قابل ذکر معرکہ نہیں ہوا۔ ۲ھ ہجری میں معرکہ بدر پیش آیا جو کہ مشہور ترین معرکہ ہے، اس کے بعد اگرچہ مشرکین کا زور کم ہوا لیکن نئی مشکلات کا سلسلہ شروع ہوا۔ مدینہ اور اطراف مدینہ پر ایک عرصہ سے یہود کا قبضہ چلا آ رہا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکی انتظامات کے سلسلے میں سب سے پہلے یہود کے ساتھ معاہدہ کیا جس میں مندرجہ ذیل امور طے پائے۔

۱۔ فدیہ اور خون بہا کا جو طریقہ پہلے رائج ہے وہ رہیگا

۲۔ یہود کو مذہبی آزادی ہوگی، ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔

۳۔ یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

۴۔ یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے تو ایک فریق دوسرے کی مدد کریگا۔

۵۔ کوئی فریق قریش کو امان نہ دے گا۔

۶۔ اگر مدینہ پر حملہ ہوا تو فریقین ایکدوسرے کے ساتھ شریک ہوں گے۔

۷۔ کسی دشمن سے اگر ایک فریق نے صلح کر لی تو دوسرا فریق بھی شریک صلح ہوگا تاہم مذہبی لڑائیاں اس سے مستثنیٰ ہوں گی۔

انصار مدینہ کے مدینہ منورہ میں دو قبیلے آباد تھے۔ اوس اور خزرج ان میں آپس کی لڑائی (جنگ بعاث) ہوئی تھی۔ اس نے انصار کا زور بالکل توڑ دیا تھا۔ یہود ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھتے تھے کہ انصار کبھی آپس میں متحد نہ ہونے پائیں۔ اصل اقتدار تو یہود مدینہ ہی کا تھا، لیکن انصار نے رفتہ رفتہ ان کے ساتھ حریفانہ اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ مگر جنگ بعاث کے بعد وہ اس قابل نہ تھے کہ وہ یہود کے ساتھ اقتدار کی ہمسری کا کوئی دعویٰ کر سکیں۔ یہود کے تین قبیلے اطراف مدینہ میں آباد تھے بنو نضیر۔ بنو قریظہ۔ بنو قینقاع عموی دولت صنعت و تجارت پر انہی کا قبضہ تھا۔ انصار عموماً ان کے زیر بار رہتے تھے۔ ملکی اور تجارتی برتری کے علاوہ ان کا علمی اور مذہبی اثر بھی تھا۔ انصار عموماً بت پرست اور جاہل تھے اس بنیاد پر وہ یہود کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے سے زیادہ مہذب سمجھتے۔ یہود انتہائی گھٹیا اخلاق کے مالک ہو چکے تھے۔ تمام طرف لین دین کا کاروبار پھیلا رکھا تھا۔ اکثر آبادی ان کی مقروض تھی۔ بے رحمی کے ساتھ سود کی شرحیں مقرر کرتے تھے مستورات کو رہن

صرانہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صراقہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۵۸۰۲

رکھواتے تھے ۔ حرص و لالچ کا یہ عالم تھا کہ چھوٹے بچوں کو دو چار روپے کے زیورات کے لیے پتھر مار کر قتل کر ڈالتے تھے ۔ دولت کی بہتات کی وجہ سے زنا و بدکاری عام تھی اور یہ اکثر اہل ثروت کا مشغلہ تھا تو سزا سے بھی بری تھے ۔ اسلام جب مدینہ میں آیا تو یہود کو نظر آیا کہ اب ان کا خود غرضانہ اقتدار قائم نہ رہ سکے گا اور اسلام کی روزافزوں ترقی سے یہود کا خود ساختہ مذہبی وقار بھی زوال پذیر ہوگا۔ مشرکین میں جو یہودیت کے اثرات پھیل رہے تھے ، وہ بھی یکدم رک گئے۔ نئی نئی فتوحات سے انصار جوں جوں مالدار ہوتے گئے، یہود کے قرضوں سے نجات حاصل کرتے گئے اور ساتھ ہی یہود کے اخلاق ذمیمہ کا راز بھی فاش ہوگیا ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے ساتھ مندرجہ بالا سات نکاتی معاہدہ بھی فرمایا اور اس کے علاوہ وہ اکثر معاشرت کی باتوں میں یہود کی موافقت فرماتے مثلاً اہل عرب کی عادت ہے کہ وہ بالوں میں مانگ نکالتے ہیں ، برخلاف یہود کے کہ وہ بالوں کو یوں ہی چھوڑ دیتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی موافقت کی اور مانگ نکالنا چھوڑ دیا۔

بخاری شریف کتاب الفرق میں ہے وکان یحب موافقة اهل الكتاب فيما لم يؤمر فيه بشيء ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں جن میں کوئی خاص حکم الٰہی نہیں ہوتا تھا، اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو یہود عاشورہ کے دن روزہ رکھتے۔ آپؐ نے بھی صحابہؓ کو حکم ارشاد فرمایا کہ اس دن روزہ رکھو ۔ قرآن کریم میں اللہ کریم نے جو احکامات نازل فرمائے وہ یہود کے ساتھ مدارات اور معاشرت کی ترغیب میں تھے ۔

سورۃ مائدہ میں ہے اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور عموماً ان کو انکی عظمت کا خیال دلایا جاتا۔ سورۃ بقرہ میں ہے ۔ اے بنی اسرائیل میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم کو دیں اور میں نے تم کو تمام عالم پر فضیلت دی ۔ اسلام اہل اسلام اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود پر ان مہربانیوں اور ان کے ساتھ حسن معاشرت و مدارات کا جو صلہ یہود نے دیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے اسلام کی عظمت کم کرنے کی مذموم کوششیں کیں اور اسلام کی مخالفت میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا بلکہ مشرکین سے کہا کرتے تھے کہ تم مسلمانوں سے بہتر ہو سورۃ نساء میں ہے" اور کافروں کی نسبت کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے یہ زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ؟ مذہب اسلام سے اعتماد اٹھانے کے لیے یہ ترکیب اختیار کی کہ صبح مسلمان ہو جاتے اور شام کو پھر مرتد ہو جاتے کہ لوگ اس سے یہ تاثر لیں کہ اگر اسلام سچا مذہب نہ ہوتا تو یہ اتنی جلدی کیوں اسلام سے پھرتے اور انہوں نے یہ مقرر کر لیا تھا کہ جب بھی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوتی ، تو ملاقات کا صحیح اسلامی اور شریفانہ اصول یہ ہے کہ السلام علیکم کہا جائے ، وہ اس کے بجائے حضور علیہ السلام کو نعوذ باللہ (السام علیک) کہتے " یعنی آپ کو موت آئے ۔" ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سن لیا، تو غصہ آیا اور بے اختیار بول اٹھیں کہ کم بختو! تم کو موت آئے ۔ حضور انور علیہ السلام نے فرمایا نرمی اختیار کرو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ حضرت آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا کہ میں نے سنا لیکن اتنا کافی ہے کہ علیک کہہ دیا جائے کہ تم کو موت آئے ۔ ان باتوں کے علاوہ اسلام کی بربادی کے لیے ملکی تدبیریں اختیار کیں ، یہود یہ سمجھتے کہ جب تک اسلام کی قوت کو منتشر نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ان کا زور کم نہیں ہوگا اسلام کی قوت کا راز انصار کے دو قبیلے اوس و خزرج کے باہمی اتحاد میں تھا ۔ یہود نے انکی لڑائی کا بندوبست کیا اور واقعات رفتہ کا ایک جلسہ میں تذکرہ چھیڑ دیا جس کے نتیجہ میں دبی آگ بھڑک اٹھی اور فریقین نے تلواریں کھینچ لیں ۔ حسن اتفاق سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وعظ و نصیحت سے دونوں کو ٹھنڈا کیا ۔ منافقین میں سے عبداللہ بن ابی منافق نے درپردہ یہود کو ساتھ ملایا اور سازشیں شروع کیں ۔ جنگ بدر سے پہلے قریش نے عبداللہ بن ابی کو لکھا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ لڑو ، ورنہ ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے ۔ مگر اس میں ان کو کامیابی نہ ہو سکی ۔ بدر کے بعد انہوں نے یہود کو خط لکھا کہ تم لوگوں کے پاس اسلحہ بھی ہے اور قلعہ جات بھی ، تم ہمارے حلیف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ لڑو ، ورنہ ہم تمہارے ساتھ یہ کریں گے اور کوئی چیز ہم کو تمہاری عورتوں کے کڑھوں تک پہنچنے سے نہ روک سکے گی ۔ اب حالت یہ ہوگئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر رات کو گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہود کی طرف سے جان کا خطرہ لاحق رہتا۔

جنگ بدر کے بعد یہود پر مشرکین کا دباؤ بڑھا ۔ یہود خود بھی اسلام کے بدخواہ تھے ۔ جنگ بدر نے اسلام کی قوت کو مزید مستحکم اور واضح کر دیا تو سب سے پہلے یہود کے سب سے زیادہ بہادر قبیلہ بنو قینقاع نے مذکورہ بالا معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور معاہدہ کو ختم کر دیا اور اعلان جنگ کی جرأت کی ۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ" بنو قینقاع پہلے یہود تھے جنہوں نے اس معاہدے کو جو ان میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوا تھا، توڑ ڈالا، اور بدر اور احد کے درمیانی زمانہ میں مسلمانوں سے لڑائی لڑی) ابن سعد نے لکھا کہ واقعہ بدر میں یہودیوں نے سورش اور حسد ظاہر کی اور عہد کو توڑ دیا" ایک اتفاقیہ واقعہ پیش آیا جس نے آگ کو بھڑکا دیا ۔ ہوا یوں کہ ایک انصاری کی بیوی ایک یہودی کی دکان پر نقاب پوش آئی یہودی نے اس کی بے حرمتی کی ۔ ایک مسلمان دیکھ رہا تھا ، اس سے رہا نہ گیا ۔ اس نے یہودی کو قتل کر دیا ۔ یہودیوں نے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ حضور علیہ السلام کو واقعہ کا علم ہوا تو تشریف لائے ، یہود کو سمجھایا کہ خدا سے ڈرو ، ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی اہل بدر کی طرح عذاب نازل ہو ۔ بنو قینقاع نے پہلے ہی اعلان جنگ کر رکھا تھا ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا کہ تم نے پہلے ایسی قوم کے ساتھ جنگ کی ، جن کو فن حرب کی کوئی خبر نہ تھی ، ہم قریش نہیں ، ہم تم کو بتا دیں گے کہ لڑائی کس چیز کا نام ہے ۔ مجبور ہو کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے ساتھ لڑائی لڑی ۔ وہ قلعہ میں محصور ہو گئے ۔ پندرہ دن تک محاصرہ رہا ۔ بالآخر مجبور ہو کر اس پر راضی ہوئے کہ حضور علیہ السلام جو فیصلہ فرمائیں وہ ہمیں منظور ہوگا ۔ عبداللہ بن ابی منافق بیچ میں پڑا اور درخواست کی کہ ان کو جلاوطن کیا جائے ۔ وہ جلاوطن کئے گئے اور ملک شام کی طرف

چلے گئے۔

کعب بن اشرف نسلاً یہودی تو نہ تھا لیکن اس کی والدہ یہودی تھی۔ والد نے یہود میں اچھا مقام حاصل کیا تھا۔ اس نے مالداری کی وجہ سے اپنا مقام اور بڑھایا یہود علماء کی تنخواہیں مقرر کیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اور علماء یہود جب تنخواہ وصول کرنے گئے تو گفتگو کے ذریعہ جب اس نے علماء یہود کو اپنا ہم خیال پایا تو تنخواہیں جاری کیں۔ مقتولین بدر کا بھی اس کو مشرکین کی طرح صدمہ ہوا۔ مشرکین سرداروں کے حق میں پُر درد مرثیے کہنا، اور انتقام کی ترغیب دیتا۔ مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور بیت اللہ میں داخل ہو کر غلاف کعبہ کو پکڑ مشرکین کے ساتھ معاہدہ کیا کہ ہم مسلمانوں سے مقتولین بدر کا انتقام لیں گے۔ مدینہ واپس آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشعار کہنے شروع کئے اور آپ کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ کرنا شروع کیا۔ صرف اس پر ہی اکتفا نہیں بلکہ آپ کو قتل کرانے کا ارادہ بھی رکھتا تھا۔ علامہ یعقوبی نے تاریخ بنو نضیر میں لکھا ہے کہ کعب بن اشرف یہودی جس نے دھوکے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینا چاہا، جب اس کی فتنہ انگیزی کا خدشہ زیادہ ہوا تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے روساء اوس اس کو قتل کر دیا۔

۴ھ ہجری میں قبیلہ کلاب کا رئیس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور درخواست کی کہ میرے ساتھ کچھ آدمیوں کو بھیج دیں تاکہ میرے قبیلے والوں کو دعوت اسلام دیں۔ ان حضرات نے بیر معونہ کے مقام پر قیام کیا۔ انہوں نے سازش کر کے قبائل کو اکٹھا کیا اور ان حضرات کو وہاں پر شہید کر دیا۔ حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ بچ گئے۔ انہوں نے راستہ میں قبیلہ بنو عامر کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا کہ قبیلہ بنو عامر نے ہمارے ساتھ غداری کی اور میرے ساتھیوں کو شہید کر دیا۔ انکو علم نہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دیا تھا۔

معاہدہ امان کے تحت مسلمانوں کے ذمہ دیت (خون بہا) کی رقم ادا کرنا تھی۔ قبیلہ بنو نضیر چونکہ حلیف قبیلہ تھا، اس لیے ان پر بھی دیت کی رقم آتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب انکی بستی گئے، دیت کی رقم لینے کے لیے، بات چیت کے بعد انہوں نے منظور کر لیا اور درپردہ یہ سازش کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کا بہترین موقعہ ہے۔ آپ کو ایک گھر میں یہ کہہ کر بٹھا دیا کہ ہم رقم جمع کر کے لا دیتے ہیں۔ ایک شخص عمرو بن جحاش (جو بعد میں مسلمان ہوئے) کو مقرر کیا کہ اس گھر پر چڑھ کر ایک بھاری پتھر گرا دے جس سے آپ ختم ہو جائیں۔ اللہ کریم نے بذریعہ وحی آپ کو مطلع فرمایا، آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ ان کو پیغام بھیجا کہ تم نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے لہٰذا تم مدینہ سے نکل جاؤ۔ تمہیں دس روز کی مہلت دی جاتی ہے۔ ان ایام میں تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ انہوں نے جب جانے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن ابی نے کہ تم نہ جاؤ میں تمہاری مدد کروں گا۔ انہوں نے جواباً کہلا بھیجا کہ ہم نہیں نکلتے آپ جو کر سکتے ہیں کر لیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا۔ یہود کو منافقین کی امداد بھی نہ پہنچی انہوں نے دوبارہ درخواست کی کہ ہمیں مزید مہلت دی جائے تاکہ ہم نکل جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مزید مہلت دی اور وہ مدینہ سے جلا وطن ہوئے۔

تیسرا قبیلہ بنو قریظہ معاہدہ میں شامل تھا۔ بنو نضیر جب مدینہ سے نکل کر خیبر گئے تو وہاں انہوں نے ایک عظیم سازش کا جال بچھایا۔ ان کے سرداروں میں سے سلام ابن ابی الحقیق۔ حیی بن اخطب۔ کنانہ بن ربیع مکہ معظمہ گئے مشرکین کو کہا کہ ہمارے ساتھ چلیں تاکہ مسلمانوں کا استیصال کیا جائے۔ مشرکین جو ہر وقت اس کام کے لئے تیار رہتے فوراً تیار ہو گئے۔ پھر یہ قبیلہ غطفان گئے۔ ان کو لالچ دے کر تیار کیا۔ بنو اسد غطفان کے حلیف تھے انہوں نے ان کو بھی تیار کیا۔ قبیلہ بنو سلیم سے مشرکین کی قرابت تھی ان کو بھی آمادہ کیا گیا۔ قبیلہ بنو سعد یہود کا حلیف تھا انہوں نے بھی ساتھ دیا۔ مسلمانوں کے خلاف بہت بڑا لشکر تیار ہوا جس کی تعداد دس ہزار تھی۔ اس لشکر کی خبر پاتے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے خندقیں کھدوائیں۔ بنو قریظہ ابھی تک اس سے الگ تھلگ تھے۔ بنو نضیر نے ان کو ملانے کی کوشش کی۔ حیی بن اخطب خود قریظہ کے سردار کعب اسد کے پاس گیا۔ اس کو آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ کعب بن اسد نے کہا کہ "میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمیشہ صادق الوعد پایا۔ ان کی خلاف ورزی خلاف مروت ہے"۔ مگر حیی بن اخطب نے اس کو آمادہ کر ہی لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو تحقیق حال کے لیے آپ نے حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے جا کر بنو قریظہ کو معاہدہ یاد دلایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے کون محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کیا معاہدہ۔" بنو قریظہ سے سابقہ فوج میں مزید اضافہ ہوا، اور یہ ساری فوج مدینہ کی طرف حملہ آور ہوئی (یہاں پر جنگ خندق کا تفصیل واقعہ ہے) بالآخر کفار کو شکست ہوئی۔ بنو قریظہ نے خواتین کے قلعہ پر حملہ کیا کہ مسلمان دوسری طرف مشغول ہیں ہم ادھر حملہ کر لیں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حملہ آور یہودی کے سر میں ایک چوب مارا، پھر اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دیا جس سے یہود مرعوب ہو گئے کہ یہاں پر بھی بڑی فوج تعینات کی گئی ہے۔ محاصرہ جتنا طویل ہوتا گیا، محاصرہ کرنیوالوں کی ہمت کمزور پڑتی گئی۔ بالآخر کفار میں پھوٹ پڑ گئی یہود الگ ہو گئے۔ مشرکین تنہا نہ ٹھہر سکے۔ ابو سفیان نے فوج کو کہا کہ رسد کی قلت ہے یہود نے علیحدگی اختیار کر لی۔ اب محاصرہ بیکار ہے اور جانے کا حکم دیا۔ بنو قریظہ بھی محاصرہ ختم کر کے قلعوں میں آ گئے۔

مشرکین کی تحریض سے جب یہود نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ تجدید معاہدہ کیا تھا۔ بنو نضیر نے تجدید معاہدہ نہیں کیا، جلا وطن۔ بنو قریظہ نے تجدید معاہدہ کر لیا مگر جنگ احزاب کی تیاری کے موقعہ پر حیی بن اخطب نے ان کو بغاوت پر آمادہ کیا۔ جنگ احزاب کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہتھیار کھولنا چاہ رہے تھے کہ جبریل امین آئے اور عرض کی کہ ہم نے ابھی ہتھیار نہیں کھولے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوئے، اگر وہ اس موقعہ پر امن کے طلبگار ہوتے اور

اپنی غلطی پر نادم ہوتے ہوئے رواداری کے ساتھ پیش آتے تو بھی صلح ہو جاتی، مگر انہوں نے مقابلہ کی ٹھان لی۔ صحابہؓ نے ان کا محاصرہ کیا جو ایک ماہ تک جاری رہا۔ انھوں نے درخواست کی کہ حضرت سعد بن معاذؓ جو فیصلہ کریں ہمیں منظور ہوگا (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول کے مطابق کہ جن معاملات کے بارے میں وحی نازل نہ ہوئی ہوتی آپ تورات کے مطابق عمل فرماتے) حضرت سعد بن معاذؓ نے فیصلہ کیا کہ لڑنے والوں کو قتل کیا جائے۔ عورتیں اور بچے قیدی اور مال و اسباب غنیمت قرار دیا جائے۔ یہ فیصلہ تورات کے مطابق تھا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ نے فیصلہ سنایا تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے آسمانی حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ یہود نے بھی اس فیصلہ کو آسمانی فیصلہ اور اپنی کتاب کے مطابق سمجھ کر قبول کیا۔ بنو قریظہ کے بارے میں فیصلے کے متعلق مخالفین نے بڑے زور و شور سے بے رحم ظلم کا اعتراض کیا ہے لیکن واقعات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ آکر ان کے ساتھ دوستانہ معاہدہ کیا جس میں ان کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی تھی اور جان و مال کی حفاظت کا اقرار کیا گیا تھا۔

۲۔ بنو قریظہ رتبہ میں بنو نضیر سے کم مانے جاتے تھے۔ یعنی بنو قریظہ کے مقتول کا بنو نضیر نصف دیت ادا کرتے اور بنو نضیر کے مقتول کا بنو قریظہ پوری دیت ادا کرتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ پر یہ احسان فرمایا کر ان کا درجہ بنو قریظہ کے برابر قرار دیا۔

۳۔ بنو نضیر کی جلاوطنی کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے ساتھ تجدید معاہدہ کیا۔

۴۔ ان احسانات کے باوجود جنگ احزاب میں شریک ہوئے۔

۵۔ ازواج مطہرات امہات المومنین کو قلعہ میں حفاظت کے لیے بھیجا گیا تھا ان پر حملہ کرنا چاہا۔

۶۔ حیی بن اخطب جو بغاوت کے جرم میں جلاوطن کیا گیا تھا اور جنگ احزاب کا اصل سبب بنا، اس کو ساتھ لائے۔

اہل انصاف غور کریں کہ اتنے جرائم کے بعد ان کے حق میں کیا فیصلہ کرنا چاہیے تھا۔

کیا اس کے علاوہ بھی کوئی فیصلہ ممکن تھا۔ یہ مسلمہ حقائق ہیں جس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ یہود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی رؤف و رحیم شخصیت کے حلیف اور دوست نہ بن سکے تو موجودہ زمانہ میں کسی مسلمان کے حلیف اور دوست کب اور کس بنیاد پر بن سکتے ہیں۔ ان کی ان مسلسل غداریوں، خلاف ورزیوں کے بعد اللہ کریم نے یہود کے ساتھ دوستانہ تعلقات سے منع فرمایا ہے۔

قرآن کریم سورۃ المائدہ آیت ۵۱ میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔ اے ایمان والو مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں سے ہے۔ اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو۔ علامہ عثمانیؒ نے فائدہ میں تحریر فرمایا ہے "یعنی جو لوگ دشمنان اسلام کے ساتھ موالات کرتے ہیں خود اپنی جان پر اور مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں اور جماعت اسلام کے مقہور و مغلوب ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ ایسی بدبخت معاند اور دغاباز قوم کی نسبت یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ راہ ہدایت پر آئیں گے (۲) سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۸، ۱۱۹ "اے ایمان والو! نہ بناؤ بھیدی کسی کو اپنوں کے سوا، وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں ان کی خوشی ہے۔ تم جس قدر تکلیف میں رہو نکلتی پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے اور جو کچھ مخفی ہے ان کے جی میں، وہ ان سے بہت زیادہ ہے۔ ہم نے بتا دیے تم کو پتے اگر تم میں عقل ہو بس سن لو، تم لوگ ان کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں ہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو اور جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور اکیلے ہوتے ہیں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے تو کہہ، مرو تم اپنے غصہ سے اللہ کو خوب معلوم ہے دلوں کی بات، علامہ عثمانیؒ نے فائدہ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ آیتیں بعض کہتے ہیں، یہود کے متعلق نازل ہوئیں کیونکہ بعض مسلمان جوار (ہمسائیگی) حلف اور دوستانہ معاہدہ) وغیرہ کی بنا پر جو تعلقات قبل از اسلام ان سے رکھتے چلے آرہے تھے بعد از اسلام بھی بدستور قائم رہے اور دوستی پر اعتماد کر کے ان سے مسلمانوں کے بعض رازدارانہ مشوروں کے اخفا کا بھی اہتمام نہ کیا" اور بعض کے نزدیک یہ آیتیں منافقین کے حق میں نازل ہوئیں کیونکہ عام طور پر رنگ ظاہری مسلمان سمجھ کر ان سے پوری احتیاط نہ کرتے تھے جس سے سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر صاف صاف آگاہ کر دیا کہ مسلمان اپنے اسلامی بھائیوں کے علاوہ کسی کو بھیدی اور رازدار نہ بنائیں کیونکہ یہود ہوں یا نصاریٰ، منافقین ہوں یا مشرکین، ان میں کوئی جماعت تمہاری حقیقی خیر خواہ نہیں بلکہ ہمیشہ یہ لوگ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ تمہیں پاگل بنا کر نقصان پہنچائیں اور دینی و دنیوی خرابیوں میں مبتلا کریں۔ ان کی خواہش اسی میں ہے کہ تم تکلیف میں رہو اور کسی نہ کسی تدبیر سے تم کو دینی یا دنیوی ضرر پہنچ جائے جو دشمنی اور بغض ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت ہی زیادہ ہے لیکن بعض اوقات عداوت و غیظ کے جذبات سے مغلوب ہو کر کھلم کھلا ایسی باتیں کر گزرتے ہیں جو ان کی گہری دشمنی کا صاف پتہ دیتی ہیں۔ مارے دشمنی اور حسد کے ان کی زبان قابو میں نہیں رہتی۔ پس عقلمند آدمی کا کام نہیں کہ ایسے خبیث باطن دشمنوں کو اپنا رازدار بنائے۔ خدا تعالیٰ نے دشمن کے پتے اور موالات وغیرہ کے احکام کھول کر بتلا دیئے ہیں۔ جس میں عقل ہوگی اس سے کام لے گا۔ (۲) یعنی یہ کیسی بے موقع بات ہے کہ تم ان کی دوستی کا دم بھرتے ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں بلکہ جڑ کاٹنے والے دشمن ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ تم تمام آسمانی کتابوں کو مانتے ہو خواہ وہ کسی قوم کی ہوں اور کسی زمانے میں کسی پیغمبر پر نازل ہوئی ہوں۔ اس کے برخلاف یہ لوگ تمہاری کتاب اور پیغمبر کو نہیں مانتے، بلکہ خود اپنی کتابوں پر بھی ان کا ایمان صحیح نہیں ہے۔ اس لحاظ سے چاہیے تھا کہ وہ تم سے قدرے محبت کرتے اور تم ان سے سخت نفور و بیزار رہتے مگر یہاں معاملہ برعکس ہو رہا ہے اور سورۃ نساء آیت ۱۴۴ میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا، اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح: فائدہ میں علامہ عثمانیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ یعنی مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا دلیل ہے نفاق کی جیسا کہ منافقین کرتے ہیں۔ سو تم اے مسلمانو! ایسا ہرگز مت کرنا، ورنہ خداوند تعالیٰ کا صریح الزام پوری

حجت تم پر قائم ہوجائے گی کہ تم بھی منافق ہو اور منافقوں کے لیے دوزخ کا سب سے نچلا طبقہ ہے اور کوئی ان کا مددگار بھی نہیں ہوسکتا کہ اس طبقے سے ان کو نکالے یا عذاب میں کچھ تخفیف کرادے۔ مسلمانوں کو ایسی باتوں سے دور رہنا چاہیئے۔ اسی آیت کے ضمن میں علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے احکام القرآن میں امام جصاص کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا اقتضاء ہے کہ کفار سے مدد نہ طلب کی جائے اور ان کی طرف میلان نہ کیا جائے اور ان پر اعتماد نہ کیا جائے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ کافر کو کسی وجہ سے مسلمان پر ولایت نہیں۔ بیٹا ہو یا کوئی اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جن امور کا تعلق ولایت اور تصرف سے ہے ان میں اہل ذمہ سے بھی مدد طلب نہیں کی جاسکتی۔

یہ قرآن کریم کا حکم تھا، یہود ونصاریٰ کے بارے میں کہ یہود اور نصاریٰ کسی قیمت پر مسلمانوں کے خیرخواہ اور دوست نہیں ہوسکتے۔ حدیث میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مسجد میں تھے کہ حضور علیہ السلام تشریف لائے، فرمایا، چلو یہود کی طرف۔ پس ہم نکل پڑے آپؐ کے ساتھ اور بیت المدراس (وہ مقام جہاں یہود اپنی کتاب پڑھتے اور تعلیم دیتے) آپ وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا، اے جماعت یہود! مسلمان ہوجاؤ۔ محفوظ ہوجاؤ گے اور جان لو کہ زمین اللہ اور اللہ کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں، تم کو جلاوطن کرنا اس زمین سے جو تم میں سے پائے اپنے مال میں سے کچھ تو اس کو بیچ دے۔

(بخاری/مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوت اسلام دی کہ اسلام لانے سے تم محفوظ ہوجاؤ گے۔ دنیا میں جلاوطنی کی ذلت سے اور آخرت میں عذاب الیم سے، اگر اسلام لانا نہ ہو تو زمین اللہ کی ہے حقیقتاً اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

نیابتاً۔ میں تم کو جلاوطن کرنا چاہتا ہوں، جو مال غیر منقولہ ہے از قسم درخت، زمین وغیرہ، وہ فروخت کردو۔ دوسری روایت بخاری شریف میں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت عمرؓ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے خیبر کے یہود کو جزیہ کے بدلہ وہاں کی سرزمین پر برقرار رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ تم کو برقرار چھوڑتا ہوں جب تک اللہ تمہارے اخراج کا حکم نہ فرمائے (یا جب تک تم جزیہ دیتے رہو) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب میں مصلحت اس میں دیکھتا ہوں کہ ان کو جلاوطن کیا جائے۔ جب حضرت عمرؓ نے پکا عزم کرلیا تو قبیلہ بنی ابی الحقیق کا سردار آیا کہ آپ ہم کو نکالتے ہیں جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو برقرار رکھا اور یہاں کی زمین کا عامل بنایا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو فرمایا کہ کیا تیرا گمان یہ ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان بھول گیا ہوں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے فرمایا تھا کہ "تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے خیبر سے نکالا جائیگا اور تیری مضبوط اونٹنی تجھے جلدی لے جائے"۔ اس نے کہا کہ یہ بات حضور علیہ السلام نے مذاقاً فرمائی تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا، اے اللہ کے دشمن، پھر حضرت عمرؓ نے انکو جلاوطن کیا اور پھلوں کی قیمت اونٹ سامان وغیرہ دیدیا۔ (بخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جتنی مدت ان کو رکھنا چاہتے تھے، اس مدت کے بعد حضرت عمرؓ نے ان کو جلاوطن کردیا تھا تاکہ جزیرۃ العرب کو غیرمسلموں سے پاک کیا جائے۔

تیسری روایت: بخاری/مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔

(پہلی بات) کہ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ ابن الملک نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔

چوتھی روایت: مسلم/ابوداؤد/ترمذی/نسائی/ابن ماجہ/ میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا، آپ نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ کو ضرور بہ ضرور جزیرۃ العرب سے نکالے جائیں یہاں پر مسلمانوں کے علاوہ کسی کو نہ چھوڑا جائے۔

پانچویں روایت: بخاری/مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہود ونصاریٰ کو ارض حجاز (یعنی جزیرۃ العرب) سے جلاوطن کیا۔ حضور علیہ السلام جب اہل خیبر پر غالب ہوئے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ یہود کو یہاں سے جلاوطن کیا جائے (اور ارض خیبر آپ کے غلبہ کے بعد اللہ اور اللہ کے رسولؐ اور مومنین کی ہوگی) پس یہود نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمیں یہ زمین عمل پر (یعنی آبیاری، شجرکاری) پر دیدی جائے اور یہاں پر رہنے کی اجازت دی جائے اور زمین کی آدھی پیداوار ہمیں دی جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہم تمہیں برقرار رکھیں گے، جب تک ہم چاہیں گے (یعنی مسلمان) پس ان کو برقرار رکھا۔ صحابہؓ نے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کے دور میں انکو جلاوطن کیا گیا۔ تیماء اور اریحاء مقام کی طرف:

مندرجہ بالا روایات سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوگیا کہ جزیرۃ العرب میں کسی غیرمسلم کو اقامت کی اجازت نہیں، چاہے وہ یہود نصاریٰ ہوں یا مشرکین۔ غیرمسلم کسی ضرورت کے لیے مدت سفر (تین دن) سے زیادہ جزیرۃ العرب میں قیام نہیں کرسکتے

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون - ۲۰۵۵۷۳ -

مولانا مسعود شمیم صاحبؒ بھی چلے گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

ملیحہ مسعود شمیم

حضرت کی ولادت باسعادت بدھ کے دن بعد فجر بتاریخ ۵ صفر ۱۳۴۹ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۳۰ء بمقام کیرانہ ضلع مظفر نگر یوپی اپنے آبائی و جدی مکان میں ہوئی۔ دادا معظم حضرت مولانا محمد سعید صاحب، ناظم اوّل دارالعلوم مدرسہ صولتیہ کی تربیت میسّر آئی۔ ان کی خدمت میں ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا۔ قرآن کریم کے فارسی اور اردو کی ابتدائی کتابیں دارالعلوم سے ہی پڑھیں۔ عمر جب تقریباً آٹھ سال کی ہوئی تو مشفق دادا اور مربی اور معلم اول مولانا محمد سعیدؒ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ مطابق ۹ جنوری ۱۹۳۹ء کو انتقال پر ملال نے بہت گہرا، شدید اور غمگین اثر چھوڑا۔ والدہ محترمہ کا نو عمر کے جناب حکیم عبدالحمید صاحب مرحوم کی دختر نیک اختر تھیں تو اپنے فرزند و فرزند کو ساتھ لے گئیں۔ اس زمانے میں والد محترم مولانا محمد سلیم صاحب مکہ معظمہ میں رہ کر دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ کے نائب ناظم کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ بمانند طہٰ اُکر اسکول میں داخل ہو کر تعلیم کا آغاز کیا۔ اور بعض اہل خاندان کے افراد سے بھی استفادہ کیا۔ والد محترم نے ۱۹۳۹ء میں دہلی میں مدرسہ صولتیہ کے تعارف کے لئے صدر دفتر کے نام سے امدادی مرکز کا آغاز فرمایا۔ یہاں بھی اپنے والد سے استفادہ کا طویل وقت حصہ میں آیا۔ اور باقاعدہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے منسلک ہو کر اعلیٰ تعلیم کی ابتداء کی۔

۱۳۶۶ھ مطابق کو مولانا محمد سلیم صاحب خاندان کے متعدد افراد کو لے کر حجاز مقدس پہنچے چنانچہ مولانا محمد مسعود شمیمؒ نے یہاں ایک نیا ماحول اور نیا انداز پایا۔ والد نے ان کو مدرسہ صولتیہ کے شعبہ ثانوی میں داخل کرایا۔ چھ سال کے بعد ۱۳۷۰ھ میں مدرسہ کے شعبہ عالی سے فراغت حاصل کی اور ۱۳۷۱ھ میں سند فراغت نصیب ہوئی۔ آپ نے اس دوران مدرسہ کے مروجہ اور معتمد نصاب تعلیم کی اہم و اعلیٰ بلکہ تمام درسی کتب جو دینی علوم اور شرعی کتابوں پر مشتمل تھیں پڑھیں۔ اساتذہ میں فضلائے مکہ معظمہ علمائے صولتیہ، بزرگان حرم اور یادگار اسلاف کا شمار ہوتا ہے۔ جن میں علامہ شیخ حسن مشاط محدث، علامہ شیخ عمر حمدان المحرسی محدث، علامہ فقیہ شیخ عصمت اللہ بخاری، علامہ شیخ مختار مخدوم بخاری، علامہ شیخ زکریا عبداللہ بیلا، السلامہ شیخ علی بکر کنوی، علامہ سید ہاشم خطا کی وغیرہ حضرات ہیں۔ مدرسہ سے فراغت کے بعد والد محترم نے مدرسہ ہی میں مدرسی پر مامور فرمایا۔ چنانچہ مختلف علوم و فنون کی متعدد کتابیں پڑھائیں۔ شائقین طلبہ کو خارجی اوقات میں اردو، فارسی اور انگریزی کی تعلیم بھی دیا کرتے تھے۔ جو داخل نصاب نہیں تھی۔ ساتھ ہی ساتھ والد محترم کی معاونت، نیابت اور انتظامی و اہتمامی امور و مشاغل میں بھی مصروف رہے۔ چنانچہ والد محترم اور قدیم اہل مدرسہ و ذمہ داران دفتر کی سرپرستی اور معیت بھی تربیت حاصل رہی۔ اسی زمانے میں مدرسہ صولتیہ پر بہت شدید وقت آیا اور بہت عظیم امتحان سے مدرسہ والے گزرے مولانا محمد سلیم صاحب نے بڑی جانفشانی، قوت و عزم، محنت اور صبر سے کام لیا۔ کچھ عرصہ ہی سلسلہ درس و تدریس کا چلتا رہا۔ پھر رک گیا۔ اور دفتری امور و مشاغل اور سرکاری ذمہ داریوں نے گھیر لیا۔ اور آپ باقاعدہ نائب مہتمم کی ذمہ داریاں سنبھالنے لگے۔ ۱۳۸۲ھ میں آپ کو مدرسہ کا اور اوقاف مدرسہ کا شرعی متولی اور ناظم بنایا گیا۔

۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء میں مرحوم حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی امیر جماعت تبلیغ کے ہمراہ سفر ہندوستان کیا۔ اس کے بعد پاک و ہند کے متعدد اسفار ہوئے ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کی پچاسی سالہ تقریب میں شرکت کی۔ ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریب میں بھی شرکت فرمائی۔ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں ہندوستان و پاکستان کا ایک اور دورہ کیا۔ ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں دہلی میں حضرت مولانا رحمت اللہ مرحوم کیرانوی کی صد سالہ وفات کی تقریب میں ایک سیمینار منعقد کرایا۔ ۱۳۶۷ھ سے ۱۳۸۲ھ تک یہ پورا عرصہ والد محترم کی نگرانی اور تربیت میں گزارا جس کی مدت ۲۶ سال ہے ۱ شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۶۹ء بروز دوشنبہ والد بزرگوار مولانا محمد سلیم صاحب نے اہل مدرسہ و ملت اسلامیہ کو داغ مفارقت دیا۔ تو مولانا محمد مسعود شمیمؒ نے دارالعلوم حرم مدرسہ صولتیہ کے اہتمام و انتظام کا عظیم بار سنبھالا اور آپ مدرسہ صولتیہ کے ناظم و مہتمم کہلائے جانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اور توفیق شامل حال رکھی غیبی نصرت و تائید الٰہی نے ساتھ دیا۔ اسلاف کی برکتوں کا اثر پڑا۔ بزرگان دین اور اولیاء و صالحین کی دعاؤں نے چاروں طرف سے گھیرا اور مولانا مدرسہ کی خدمات کو آگے کی طرف لے کر چلنے لگے۔ ان کے زمانہ اہتمام میں مدرسہ میں متعدد اور مختلف ادارتی و مالیاتی و تعلیمی و اشاعتی سرگرمیوں نے توسیع اور حاصل کیا۔ دفتر مدرسہ کی متعدد خدمات میں اضافہ ہوا۔ موسم حج میں ہر سال حجاج کرام کی خدمت میں نئی ترتیب اور نئے انتظامات مرتب کئے گئے۔ تعلیمی امور میں تعیین اساتذہ اور انتخاب کتب اور داخلہ طلبہ ایک مستقل باب ہے یکم محرم الحرام ۱۴۰۰ھ کے حادثہ حرم عظیم کے بعد سرکار نے قوانین اور تحفظ امن و امان کی مد میں مولانا نے مدرسہ کی خدمات کو بھی حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے محدود کر دیا۔ لیکن وہی صبر و استقلال اور عزم و ہمت کا مظاہرہ کیا۔ اور یہ خدمات جاری رہیں۔ مدرسہ کی ان طویل خدمات کی مدت تقریباً ۲۳ سال موجب فخر ہیں۔

مولانا مرحوم کی زندگی کا پورا دارومدار مدرسہ صولتیہ کی خدمت اور واردین و قاصدین مدرسہ کی ہی خدمت تھا صحت اور آرام و راحت کا کوئی سوال نہیں تھا سے جو کام میں لگے۔ تو آدھی رات گزر جاتی مختلف انواع کی متعدد خدمات کبھی خود انجام دیتے کبھی اہل مدرسہ سے لیتے اور سرپرستی بھی فرماتے حج کے زمانے میں حجاج کرام کی آمد و رفت مسلسل دفتر مدرسہ میں رہتی اور روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں زائرین اور محبین اور متعلقین، مخلصین دفتر مدرسہ میں تشریف لاتے مدرسہ صولتیہ کے روز اوّل سے حضرت بانی اعظم مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور اسلاف مدرسہ کے زمانے سے حجاج کے لئے جو خدمات چلی آ رہی ہیں وہ بدستور باقی رہیں۔ بلکہ ان میں اضافے بھی فرمائے۔ ان خدمات میں حجاج کی رقوم بطور امانت رکھنی، حجاج کے نام آمدہ خطوط اور ڈاک، اردو اخبارات و رسائل کا انتظام

باقی صفحہ ۲۷ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

داستانِ ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچادی

ردِّ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

قسط: ۱۸

از: محمد سعید خان دہلوی

خفیہ سازش

ازبلا سخت پریشان تھی اور خاموشی کے عالم میں کمرہ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں ایک ملازمہ نے آکر اس کے ہاتھ میں ذیل کا رقعہ دیا۔

"بہن ازبلا! اس وقت تم سے مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ مہربانی ہوگی، اگر تم فوراً یہاں آنے کی تکلیف گوارا کرو، چونکہ چند ضروری باتیں طے کرنی ہیں۔ اس لیے آنے میں ذرا بھی توقف نہ کرو۔ میں اس وقت ایک دوسرے مکان میں تمہارا بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں۔ ملازمہ کے ساتھ فوراً چلی آؤ۔"

(تمہاری بہن میرانو)

اس رقعہ کا ملنا تھا کہ ازبلا چلنے کے لیے فوراً کھڑی ہوگئی۔ اسے کیا خبر تھی کہ یہ رقعہ میرانو کا نہیں بلکہ پادریوں کا ایک سازش نامہ ہے۔ بہر حال ملازمہ کے ہمراہ ازبلا اس سڑک پر ہولی جو قصر الشہداء سے مڑ کر سیدھی رباط رسانی کو جاتی ہے۔ چلتے چلتے ملازمہ ایک گلی میں مڑی اور ایک عالیشان مکان میں داخل ہوگئی۔ مکان میں داخل ہوتے ہی اس کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے اور نہایت بے خبر ازبلا کو ایک اور کمرہ میں داخل کیا گیا۔ اس کمرہ کے دروازے بھی فوراً بند کر دیئے گئے۔ یہاں ازبلا کو شبہ ہوا کہ کہیں میں گرفتار تو نہیں کر لی گئی۔ آخر دو تین سفید پوش راہبوں نے ازبلا کو دھکے دے کر تہ خانہ کے زینہ کی طرف دھکیل دیا۔ اب تو بیچاری ازبلا کے ہوش اڑ گئے اور وہ سمجھ گئی کہ میں محکمۂ احتساب کی گرفت میں ہوں۔ زینہ پر ازبلا نے قدم رکھا ہی تھا کہ اس غریب اور نازک لڑکی کی کمر پر ایک راہب نے زور سے گھونسہ رسید کیا اور کہا: "او ملعون لڑکی! آگے کیوں نہیں چلتی؟ دیکھ خداوند یسوع مسیح کے غضب کی آگ تجھ کو بھسم کرنے کے لیے بالکل تیار ہے۔ کم بخت! تو نے عیسائیت کو بدنام کیا اور اپنے باپ (لاٹ پادری) کی آبرو خاک میں ملا دی۔"

غریب ازبلا خاموش ہے۔ لیکن خوف کی وجہ سے تھر تھر کانپ رہی ہے۔ گھونسے کھاتی ہوئی وہ تہ خانہ میں اتری جہاں انسانی ڈھانچے چاروں گوشوں میں پڑے ہوئے تھے اور انسانی کھوپڑیاں دیواروں پہ آویزاں تھیں۔ اندر جا کر ایک راہب نے چراغ روشن کیا اور ازبلا سے کہا: "اب تجھ کو یہاں رہنا پڑے گا تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ خداوند یسوع سے برگشتہ ہونے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ بدنصیب (ڈھانچوں کی طرف اشارہ کر کے) تیری گوشمالی کے لیے ان کو مقرر کیا گیا ہے۔"

ازبلا بدستور خاموش ہے۔ وہ سمجھ رہی ہے کہ شاید میں خواب دیکھ رہی ہوں اتنے میں تمام راہب تہ خانہ کو مقفل کر کے باہر نکل آئے اور مکان کے کمروں میں ریاضت و عبادت میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ازبلا کو ہوش آیا اور اسے جلد معلوم ہو گیا کہ میں بیدار ہوں اور صداقت کے جرم میں مجھے ان بھوتوں کی آبادی میں بند کیا گیا ہے۔

خدا خدا کر کے دن کٹا اور رات کی تاریک چادر نے تمام عالم کو اپنے اندر چھپا لیا۔ ایک پہر رات گذرنے پر ازبلا کو تہ خانہ سے نکالا گیا۔ اور اس کو ستو کا ایک گلاس پینے کو دیا گیا۔ اس وقت بھی راہب غریب ازبلا پر بڑبڑاتے رہے۔ پھر ازبلا کو مکان کے مختلف گوشوں میں پھرایا گیا جہاں راہب ریاضتوں اور مشقتوں میں مشغول تھے۔ اس گشت کرنے کا مقصد یہ تھا کہ شاید ازبلا دین مسیحی کے پیروؤں کی عبادت و ریاضت کو دیکھ کر مرعوب ہو جائے اور راہبوں کی تکلیفیں اس کے ضمیر سے اپیل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ازبلا نے بہت غور سے راہبوں کی عبادتوں کو دیکھا۔ ایک شخص زنجیروں میں جکڑا ہوا لٹکا ہوا ہے اور ایک دوسرا شخص اس پر کوڑے برسا رہا ہے۔ ازبلا دیکھ کر کچھ سہم سی گئی۔ اور خیال کرنے لگی کہ یہ بھی میری طرح کوئی مجرم ہے مگر بہت جلد معلوم ہو گیا کہ نفس کشی اور شیطانی قوتوں کو مغلوب کرنے کا یہ ایک طریقہ ہے۔ جس کو راہبوں نے رضا کارانہ طور پر خود ہی اختیار کیا ہے۔ مکان کے بڑے کمرہ میں مریم عذراء کا ایک بت نصب ہے۔ جس کے ارد گرد راہب اور راہبات اعتکاف اور مراقبہ میں بیٹھی ہیں۔ چند راہب سر کے بل دیواروں کے سہارے اوندھے پڑے ہیں اور چند ایک کونہ میں سسک رہے ہیں، کیونکہ انہوں نے نفس کشی کے لیے بیس بیس روز سے کھانا نہیں کھایا ہے۔ ازبلا کو ان واقعات کا علم تو ضرور تھا، مگر یہ نظارہ اس کی آنکھوں سے کبھی نہ گزرا تھا۔

ایک بڈھے راہب نے ازبلا سے کہا، مردود لڑکی! اگر تو نجات حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس قسم کی ریاضتیں کر اور خداوند یسوع مسیح کو راضی کر لے۔ اس قسم کی ریاضتیں ہی تیرے گناہوں کا کفارہ ہو سکتی ہیں۔ اس پر ازبلا نے ہنس کر کہا خدا

کوان ریاضتوں کی آخر کیا ضرورت ہے؟ مذہب کا مقصد تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق بندوں پر ہیں۔ ان کو ادا کرکے انسان خدا کی مخلوق کی خدمت کرے۔ نہ یہ کہ ایک کونے میں الٹا ہو کر چمگادڑ کی طرح لٹک جائے۔ دوسری چیز یہ کہ جب بقول آپ کے حضرت مسیح تمام عیسائیوں کا کفارہ ہو گئے تو اس قسم کی مشقتیں اٹھانا بے سود ہیں۔ یہ جملے سنتے ہی راہب کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ اور ان سے شعلے نکلنے لگے۔ اور اس نے زور سے ایک گھونسہ سینہ پر مار کر کہا۔ جہنمی لڑکی! تیری اصلاح ہرگز نہ ہو گی چل اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ۔ تیرا پورا علاج دو میں ہوگا۔"

چنانچہ راہب نے پھر تہ خانہ کا دروازہ کھولا اور مظلوم ازبلا کو دھکے دے دے کر اس میں داخل کر دیا۔

ازبلا تہ خانے کے ایک گوشہ میں جا کر پھر بیٹھ گئی تہ خانہ کا یہ حال تھا کہ بیسیوں من ہڈیاں اس میں پڑی ہوئی تھیں اور چاروں طرف انسانی ڈھانچے بھیانک سماں پیدا کر رہے تھے۔ ابتدا میں ازبلا کا دماغ کچھ منتشر سا ہو گیا۔ مگر اب اس کی تمام ذہنی قابلیتیں عود کر آئیں۔ اور وہ اپنے اگلے پچھلے حالات پر غور کرنے کے قابل ہو گئی۔ وہ رات بھر قرآن کی مختلف دعائیں پڑھتی رہی۔ اس سنسان اور خاموش مردہ خانہ میں اگر ذرا سی بھی آہٹ ہوتی تو بیچاری ازبلا گھبرا کر چاروں طرف دیکھنے لگتی اور پھر طبیعت کو سنبھال کر دعاؤں میں مشغول ہو جاتی۔ آخر خدا خدا کرکے رات ختم ہوئی اور صبح سورج کی کرنوں نے ہلکی سی روشنی تہ خانہ کے تنگ و تاریک روشندانوں میں پہنچائی تھوڑی دیر بعد تہ خانہ کا دروازہ کھلا اور ایک راہب اس کو باہر نکال کر لایا۔ مکان کے وسیع ہال میں جہاں حضرت مسیح بارہ حواریوں اور شہدا کے بت نصب تھے ازبلا کو پہنچایا گیا۔ یہاں شہر کے دو بڑے نامور پادری موجود تھے۔ جن کے سامنے ازبلا بیٹھ گئی۔ پہلے ازبلا پر انتہائی غیظ و غضب کا اظہار کیا اور پھر اس کو نصیحت شروع کی۔ انہوں نے کہا۔

پادری :" کیا تو مسلمان ہو گئی؟"

ازبلا :" الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام جیسی دولت سے مالا مال کیا۔"

پادری :" خیر اسلام کی تعریف کرنا تو چھوڑ۔ اب تو یہ بتا کہ تجھ کو حرام موت مرنا پسند ہے یا تو پھر از سر نو خدا کے فضل کی وارث بننا چاہتی ہے؟"

ازبلا :" اسلام قبول کرنے کے بعد ہر شخص خدا کے فضل کا وارث بن جاتا ہے۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کوئی خوش قسمت نہیں جس کو خدا اسلام کی توفیق دے کہ یہی دین خدا کی رضا و محبت کا سبب ہے۔

پادری :" میرے سامنے اسلام جیسے خونی مذہب کی تعریف نہ کر۔ میں تو صرف دو حرفی جواب چاہتا ہوں کہ آیا تجھ کو موت پسند ہے یا عیسوی مذہب میں رہ کر نجات چاہتی ہے۔ اس کا جواب جلدی دے۔ تاکہ آج ہی تیری قسمت کا فیصلہ کر دیا جائے۔"

ازبلا :" پہلے کسی زمانہ میں عیسائی شہداء نے کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کیں۔ مگر حق سے منہ نہ موڑا۔ وہ زندہ آگ میں جلائے گئے شیروں اور چیتوں کے سامنے ڈالے گئے اور آروں سے چیرے گئے مگر سچائی کا دامن ان کے ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ معلوم ہوا کہ سچائی ہی اصل زندگی ہے۔ اگر حق کی خاطر کسی کو موت آ بھی جائے تو اس کا قبول کر لینا خدا کی خوشنودی کا سبب اور ضمیر کے اطمینان کا باعث ہے چونکہ میں حق پر ہوں اس لیے موت کیا دنیا کی کوئی چیز بھی مجھ کو سچائی سے باز نہیں رکھ سکتی۔ مجھے تو قرآن نے یہ سبق دیا ہے "میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اس اللہ کے لیے وقف ہے جو تمام جہان کا مربی ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اس بات پر قائم رہنے کا حکم ہوا ہے اور میں ان فرمانبرداروں میں سے ہوں۔" (دیکھو سورۂ انعام۔ رکوع ۲۰)

پادری :" گویا تو اسلام کو چھوڑ کر خداوند یسوع مسیح کے فضل میں شامل ہونا نہیں چاہتی۔ اچھا آج ہی تیرا فیصلہ کیا جائے گا۔"

ازبلا :" جو تمہیں فیصلہ کرنا ہو کرو بے خوف ہو کر دل کھول کر کرو۔ تم زیادہ سے زیادہ یہی کر سکو گے کہ دنیا سے مجھے رخصت کر دو۔ مگر تم کو معلوم نہیں کہ جس ذات سے میرا تعلق ہے وہ اللہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔"

پادری :" جب موت سامنے آکھڑی ہو جائے گی تو قرآن کی یہ آیتیں اور خدا و اسب کو بھول جائے گی۔ ہم تو جب جانیں کہ قرآن یا محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ کو موت سے بچا لیں۔"

ازبلا :" یہی سوال یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کیا تھا کہ اگر تو سچا ہے تو صلیب سے نیچے اُتر اور اپنے آپ کو موت سے بچا لے۔ اب یا تو حضرت مسیح (نعوذ باللہ) جھوٹے تھے کہ اپنے آپ کو (بقول انجیل) موت سے نہ بچا سکے یا آپ یہودیوں کے قدم بقدم چل رہے ہیں؟"

پادری :" او شیطان مجسم، جہنمی، بدکار، نابکار، بدبخت ہم کو یہودی بتاتی ہے۔ بس خاموش رہ اور اپنی موت کا انتظار کر۔"

ازبلا :" بہتر ہو کہ آپ بھی خاموش رہیں اور مجھ کو میری حالت پر چھوڑ دیں اور خود جا کر سو رہیں۔"

پادری :" (راہبوں سے) دیکھو! اس لڑکی کو دو دن تہ خانہ میں بند کر دو اور اس کو کھانے پینے کے لیے کچھ نہ دو۔ مقدس باپ (ازبلا کے والد) کا حکم ہے کہ لڑکی کو انکوئزیشن (محکمۂ احتساب) کے سپرد کر دو۔ اس کے لیے کل فیصلہ کیا جائے گا۔"

یہ سنتے ہی راہبوں نے ازبلا کو پکڑ لیا اور دھکے دیتے ہوئے تہ خانہ لے چلے۔ کمرہ سے باہر نکل کر دھکوں اور مکوں سے بار بار ازبلا گری اور فوراً سنبھل گئی۔ آخر تہ خانہ میں اُسے داخل کر کے دروازہ مقفل کر دیا گیا۔

اب ازبلا کو تہ خانہ میں داخل ہوئے تین روز گزر گئے ہیں اور رات دن کے کسی وقت میں بھی اس کو باہر نکالا نہیں گیا۔ مگر ازبلا خوش و خرم ہے اور اس قدر مطمئن ہے کہ گویا ثبات و استقلال کے لیے فرشتے مامور کر دیئے گئے ہیں۔ رات کے سناٹے میں انسانی ڈھانچوں نے فضا کو خوفناک بنا رکھا ہے۔ راہب اور راہبات تمام خانقاہ میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی ہیں اور راتوں کو ان کی آہ و زاریوں کا شور ازبلا کے کانوں میں پہنچتا رہتا ہے۔

اس اثناء میں ازبلا کی سہیلیوں (میراتو، مرتھا، حناد) کو بھی معلوم ہو گیا کہ ازبلا کو دھوکے سے بلا کر فلاں خانقاہ کے تہ خانہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ اور اس پر سخت مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ آخر ان تینوں نے مشورہ کرکے عمر طبی اور زیادہ بن عمر کو اس واقعہ کی اطلاع دینی چاہی اور ایک شب میں زیاد بن عمر کی مجلس میں پہنچ کر تمام واقعات سنائے۔ ان واقعات کو سن کر سب مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا۔

ایک شخص :" واللہ اگر ہم اسی طرح رواداری کرتے رہے تو عیسائی تبلیغ اسلام میں سخت رکاوٹ پیدا کر دیں گے۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) اور دفتر ختم نبوت کی تعمیر جدید کی تکمیل پر

عظیم الشان ایمان افروز تقریب

رپورٹ، قاری نیاز احمد ایم اے، ایل، ایل، بی

مرکز ختم نبوت مسجد باب الرحمت کی توسیع و تعمیر جدید اور شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ درج کرنے کے سلسلے میں خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدفیوضہم کی زیر صدارت مسجد باب الرحمت میں چھ سو سے زائد علماء، خطباء کرام، آئمہ مساجد اور دینی تنظیموں کے نمائندہ افراد کی ایک تقریب سعید منعقد ہوئی۔ مقررین میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ، مولانا اسفندیار خان۔ مولانا احمد میاں حمادی۔ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، مفتی نظام الدین شامزئی۔ مولانا محمد یوسف کاشمیری۔ مولانا قاضی محمد نقاب۔ الحاج مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی۔ مولانا اللہ وسایا۔ مولانا محمد انور فاروقی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس کراچی۔ حضرت مولانا احمد تھانوی اور دیگر حضرات شامل تھے۔

اسٹیج سیکریٹری مولانا محمد جمیل صاحب کی دعوت خطاب پر ناظم اعلیٰ ختم نبوت کراچی مولانا محمد انور فاروقی صاحب نے تقریب کے انعقاد کی غرض و غایت (مسجد باب الرحمت کی تعمیر جدید اور شناختی کارڈ کے مسئلہ) پر روشنی ڈالی۔

مولانا احمد میاں حمادی امیر و کنوینر ختم نبوت صوبہ سندھ نے مسئلہ ختم نبوت پر مدلل انداز سے گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسلام کے ہر دور میں یہ متفقہ اور حساس مسئلہ رہا ہے۔ خود آنحضرتؐ نے اس سلسلے میں کسی لچک اور نرمی کو روا نہیں رکھا۔ آنحضرتؐ نے خواب میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ جس پر آپؐ نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ آپؐ نے اس کا مصداق کاذب مدعی نبوت اسود عنسی کو قرار دیا۔ بعد ازاں دوسرے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے دعوائے نبوت پر آپؐ نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا۔

مسیلمہ کے قاصد نے جب آنحضرتؐ کے دربار میں اس کی طرف سے آپؐ کو منصب نبوت کو باہم تقسیم کرنے کا پیغام پہنچایا تو آپؐ نے اتمام حجت کے لئے ان سے معلوم کیا کہ کیا مسیلمہ کے اس دعوائے نبوت پر ان کا ایمان ہے؟ جب ان کی طرف سے اثبات میں جواب ملا تو فرمایا۔ اگر قاصدین کا قتل روا ہوتا تو میں تمہارا سر تن سے جدا کر دیتا۔ آنحضرتؐ نے اپنے اس عمل اور قول سے یہ اہم فیصلہ صادر فرمایا کہ مدعیٔ نبوت اور اس کے پیروکار صرف کافر قرار دیئے جانے کے حق دار نہیں بلکہ واجب القتل ہیں۔

جناب مولانا حمادی صاحب نے قرآن و حدیث اور شریع اسلامی کے حوالوں سے ذمی۔ زندیق اور قادیانیوں کا فرق بتاتے ہوئے فرمایا کہ ذمی غیر مسلم اگر قلمرو اسلامی میں زندگی گذارتا ہے۔ اپنے غیر اسلامی عقائد پر عمل پیرا ہوتا ہے اور اس کا پرچار نہیں کرتا۔ تو خلیفہ وقت اس کے جان و مال کا اتنا ہی جواب دہ ہے جس قدر کسی شیخ الحدیث اور عالم کی جان و مال کا۔ زندیق کے بارے میں فرمایا کہ شرع اسلامی کی رو سے اسے نہ صرف دوبارہ اسلام کی دعوت دی جائے گی بلکہ دلائل سے اسے قائل کیا جائے گا۔ اس کے باوجود جحود و انکار پہ قابل گردن زنی قرار دیا جائے گا۔ جبکہ مدعی نبوت کا معاملہ آنحضرتؐ۔ خلفائے اربعہ اور بعد میں آنے والی جملہ اسلامی حکومتوں میں ذمی و زندیق سے زیادہ قابل گرفت رہا ہے۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب کے معاملہ میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میدان جنگ میں اسے رسید جہنم کرنا ممکن نہ ہو تو کسی حیلے ہی سے اسے مارا جائے۔ یہ آنحضرتؐ کی زندگی کے آخری ایام کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبرئیلؑ آنحضرتؐ کو مسیلمہ کذاب کے قتل کئے جانے کی اطلاع دی۔ جسکا ذکر اللہ کے نبیؐ نے بطور خوشخبری اپنے صحابہؓ کو دی۔

حضرت حمادی نے خلفاء اربعہ کے طرز عمل سے بھی واضح کیا کہ وہ ہر معاملہ سے زیادہ اہم عقیدہ ختم نبوت کو سمجھتے تھے۔ چنانچہ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ آنحضرتؐ کے پردہ فرمانے کے بعد اگر منکرین زکوٰۃ کا معاملہ اٹھا تو ابتداءً ان کے خلاف جہاد کرنے میں حضرت عمرؓ ہچکچاہٹ محسوس کر رہے تھے۔ اور قرآن پاک کو ضبط تحریر میں لانے کا مسئلہ تھا تو خود حضرت ابوبکرؓ نے کیف افعل ما یفعل رسول اللہ۔ فرمایا۔ جبکہ مدعیان نبوت کے معاملہ میں جملہ صحابہؓ کا ابتداءً اور انتہاءً جہاد کا فیصلہ متفقہ تھا۔ گویا آنحضرتؐ کے رحلت کے بعد برپا ہونے والے فتنوں کے خلاف کاروائی میں کسی نہ کسی صحابی کو کسی نہ کسی وجہ سے ابتداءً پس و پیش رہا لیکن مدعیان نبوت کے خلاف کاروائی میں کسی بھی صحابی کو ہچکچاہٹ نہیں ہوئی۔ یہ صحابہؓ کا متفقہ فیصلہ تھا کہ انہیں تلوار کے ذریعہ نیست و نابود کر دیا جائے۔ بلکہ تاریخ کے اوراق میں یہ بات محفوظ ہے کہ خلفاء اربعہ کے دور میں یہ واحد مسئلہ تھا کہ خلیفہ وقت نے خود میدان جنگ میں لشکر اسلامی کی قیادت فرمائی۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ پے در پے شورشوں کی وجہ سے اسلامی حکومت کے دارالخلافہ میں خلیفہ کا موجود ہونا ضروری شمار کیا جا رہا تھا۔

مولانا حمادی صاحب نے تاریخ کے صفحات کو مزید پلٹتے ہوئے فرمایا کہ یہ خلیفہ مامون تھا کہ ایک طرف اگر نام نہاد مسئلہ خلق قرآن کے سلسلے میں مسلمانوں کے امام وقت کے حق میں اس سے یہ گستاخی سرزد ہوئی کہ امام امت احمد بن حنبلؒ کو کوڑے لگواتا ہے لیکن اس

کے سامنے جب مدعیان نبوت پیش کئے گئے تو بیک وقت دس مدعیان نبوت کو حوالۂ شمشیر کیا۔ اور تو اور حجاج بن یوسف، جنہیں بعض مؤرخین نے اس کے مظالم کی وجہ سے فرعون ھذہ الامت کہا ہے۔ اس کا طرز عمل بھی یہی تھا۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ دنیا کے نقشہ پر ابھرنے والی واحد اسلامی نظریاتی مملکت پاکستان میں نہ صرف عقیدہ ختم نبوت کے منکرین کو تحفظ حاصل ہے بلکہ آئے دن کی ریشہ دوانیوں اور ملک و ملت کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے مکروہ عزائم کے باوجود وہ اہم مناصب پر فائز ہیں۔

مولانا فداء الرحمٰن صاحب درخواستی نے قادیانیوں کی خباثتوں اور ملک دشمن عزائم کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانیوں کے عزائم میں یہ بات شامل ہے کہ ملک کے اہم ترین شعبہ افواج پاکستان میں کلیدی عہدوں تک رسائی حاصل کی جائے اور اگر وہ اس پلید منصوبہ میں کامیاب ہوتے ہیں تو گویا ہر وقت پاکستان کی شہ رگ پر ان کا ہاتھ ہوگا۔ مملکت خداداد پاکستان کے ناخداؤں کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ چونکا دینے والی خبر بھی دی کہ اس وقت فوج کے اہم عہدہ کے بعد تیسرے چوتھے عہدہ تک ان کی رسائی ہوگئی اور اگر یہ سلسلہ رہا تو کسی دن پاکستان کا جرنیل کوئی قادیانی بھی بن سکتا ہے۔

سپاہ صحابہؓ کے قاری رفیق الخلیل صاحب نے سپاہ صحابہؓ کی طرف سے ختم نبوت کے کاز کو اپنا کاز بتاتے ہوئے سپاہ صحابہؓ کے ہر سپاہی کو ختم نبوت کا سپاہی قرار دیا اور علماء حقہ کے زیر نگرانی مختلف انجمنوں کے باہم اتفاق و اتحاد کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔

انجمن اشاعت التوحید والسنۃ کے قاضی محمد نقاب صاحب نے علماء اور حاضرین مجلس کی توجہ حکومت کی جانب سے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کی جانب مبذول کراتے ہوئے اسے یہود کے گوسالہ پرستی کے واقعہ سے مشابہ قرار دیا کہ جب انہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا، تو اللہ کی طرف سے وقت کے نبی کی زبان پر ذبح کرنے کا حکم ہوا تو سرتابی کے لئے مختلف حیلے بہانے کرنے لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ہر حیلے کا بھانڈا پھوڑتے رہے۔ اور بادل نخواستہ یہود نے اس بچھڑے کو ذبح کیا۔ ان کا دل اگرچہ نہیں چاہتا تھا لیکن حکم خداوندی کے سامنے مجبور تھے۔ اس طرح حکومت نے علمائے اہلسنت اور امت کے دباؤ نیز ہزاروں شہداء کے خون کے ہاتھوں مجبور ہو کر قادیانیوں کو بادل نخواستہ اور بصد جبر و اکراہ غیر مسلم قرار دیا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آئے دن ان کے خطرناک عزائم سامنے آتے ہیں لیکن حکومت کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ قاضی نقاب صاحب نے قادیانیوں اور مسلمانوں کے شناختی کارڈ کے لئے علیحدہ علیحدہ رنگ مقرر کرانے کی تجویز دی۔ اور حاضرین علماء و خطباء سے خطبات جمعہ میں قادیانیوں کے عقائد و عزائم کو عوام کے سامنے لانے پر زور دیا۔

جناب حاجی محمد زمان خان اچکزئی سابق وزیر بلدیات و سابق امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ بلوچستان نے ذکری فرقے کے کوہ مراد پر مصنوعی حج اور مصنوعی صفا و مروہ اور جملہ احکام اسلام کی منسوخی اور چند خود ساختہ شعار کو عبادت قرار دینے کو ذکر کرتے ہوئے ان کے تعاقب کی درخواست کی کہ اسے صرف بلوچستان کا اندرونی معاملہ نہ سمجھا جائے بلکہ ساری امت کا مسئلہ سمجھا جائے۔ انہوں نے اس تلخ حقیقت کو بھی حاضرین کے سامنے رکھا کہ علماء اور صوبہ بلوچستان کے غیور اہلسنت عوام نے جب اس مسئلہ کی حساسیت کو محسوس کرتے ہوئے ردعمل کا اظہار کیا تو اسے بلوچ پشتون لسانی مسئلہ بنایا گیا کیونکہ ذکریوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کی صورت میں بعض سیاست دانوں کو ان کی سیٹیں متاثر ہونے کا بے بنیاد اندیشہ ہے۔ انہوں نے ایسے نام نہاد سیاست دانوں کے حق میں دعائے خیر کی کہ وہ اپنے ایمان کو اسمبلیوں کی چند عارضی سیٹوں کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔

جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر کے رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا محمد یوسف کاشمیری نے حاضرین مجلس کے سامنے یہ نکتہ بیان فرمایا کہ عرب میں آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے کے تکوینی اسباب میں سے محققین نے ایک سبب عرب کی سخاوت و فیاضی کو بتایا ہے کہ کسی عقیدہ کی ترویج اور قبولیت عامہ کے لئے مال کی قربانی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت عرب میں مبعوث ہوئے چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آپ کے صحابہؓ نے ہر قسم کی جانی قربانی کے ساتھ ساتھ مالی قربانی بھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دی۔ لہٰذا اگر ہم عقیدہ ختم نبوت کو عام کرنا چاہتے ہیں تو اس کی اشاعت و ترویج کے لئے سخاوت اختیار کرتے ہوئے اس کے لٹریچر کو عام کرنے اور دینی مراکز کے بہتر سے بہتر انداز میں قیام کی ضرورت ہوگی۔

مولانا مجد تھانوی نے فرمایا کہ مسئلہ ختم نبوت اس قدر ظاہر و باہر ہے کہ ہمیں کھل کر واضح انداز سے بلاخوف ہر پلیٹ فارم سے مخصوص انداز میں بغیر مدافعانہ انداز کے گفتگو کرنی چاہیے۔ نیز انہوں نے ختم نبوت کے سلسلے میں اکابرین دیوبند کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ یہ ان کی محنتوں اور کاوشوں اور سیاسی خدمات کا ثمرہ ہے کہ ہمارے علماء اسمبلیوں میں موجود ہیں۔ ہمیں اپنے اکابر کی جدوجہد اور دین کے لئے ہمہ تن مصروف رہنے کا شیوہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر نظام الدین صاحب شامزئی (مفتی احمد الرحمٰن علیہ الرحمۃ کے جانشین مسند) نے فرمایا کہ قادیانی مسئلہ ہنوز حل طلب ہے۔ جس کے لئے جہد مسلسل کی ضرورت ہے۔ نیز آپ نے اس بات پر بھی زور دیا کہ جہاں علمائے اسلام کا فریضہ اسلام کی ترویج ہے، وہاں ان کا اہم فریضہ ابطال باطل بھی ہے۔ لہٰذا ایک ہی باطل کی سرکوبی کو اپنی کامیابی نہ سمجھی جائے بلکہ سارے باطل فتنوں کا سر کچلنا چاہیئے اور علماء و ائمہ حضرات کا یہ فریضہ بنتا ہے کہ وہ سب فتنوں کی نشاندہی کریں تاکہ عوام الناس اہل دجل کے جال میں نہ پھنسیں۔ مرکزی ناظم اعلیٰ سواد اعظم اہل سنت پاکستان نے منتظمین مجلس کو مبارکباد دی اور حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ کے رفع درجات کے لئے خصوصی دعاؤں کا کہا اور اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ سواد اعظم، سپاہ صحابہؓ اور ختم نبوت ایک ہی شخص کی مختلف ذمہ داریوں کے عنوان ہیں اور ہم میں سے ہر شخص ان میں سے ہر پلیٹ فارم کا سپاہی ہے نیز انہوں نے انتہائی رنج و الم سے فرمایا کہ بعض عاقبت نااندیش افراد نے مساجد کو اکھاڑہ بنادیا ہے اور مساجد میں اپنے مسلمان نمازی بھائیوں

پر گولیاں برسانے میں اپنے کلیجے کی ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں۔ اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔

مرکزی خازن ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب نے تحریک ختم نبوت کے مختلف مراحل پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ نے ۱۹۰۱ء میں دعوائے نبوت کیا۔ علماء نے مسلسل اس کا تعاقب کیا ۱۹۷۴ء میں کسی قدر کامیابی ہوئی کہ دستور پاکستان میں قادیانی غیر مسلم قرار دیئے گئے لیکن قادیانی جماعت مسلمہ اور مملکت پاکستان کو زک پہنچانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اس آرڈیننس کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے کلمہ طیبہ کے بیج سینے پر سجانے شروع کئے۔ جس کے بعد علماء کی قیادت میں مسلمانوں کی مسلسل جد وجہد کے نتیجے میں ان پر شعائر اسلام کو استعمال کرنے کی پابندی لگائی گئی۔

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ شناختی کارڈ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا ذکر ہے چنانچہ شناختی کارڈ کی رو سے قادیانی اپنے آپ کو مسلم ظاہر کر کے وہ سب قانونی حقوق حاصل کرتے ہیں جو کسی مسلم کو حاصل ہیں، جبکہ دوسری طرف پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ درج ہے۔ چونکہ شناختی کارڈ کی بنیاد پر پاسپورٹ بنتا ہے۔ لہٰذا قادیانی پاسپورٹ میں اپنا مذہب اسلام درج کر کے سعودی عرب اور حرمین شریفین بغیر کسی روک ٹوک کے جاتے ہیں اور یوں مقدس سے مقدس جگہ بھی ان کے جراثیم سے پاک نہیں رہ سکتی۔ لیکن جب اس طرف توجہ دلائی گئی کہ یہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے قانون شکنی کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں سترہ قادیانیوں پہ مقدمہ کا اندراج عدالت کے ریکارڈ پر موجود ہے۔ اس کے بعد مرزا طاہر اور اس کے حواریوں کے مکار ذہن نے اپنے متبعین کو یہ عیارانہ نصیحت کی کہ اپنے آپ کو پاسپورٹ میں قادیانی ظاہر کرو اور اس کا یہ فائدہ اٹھایا کہ مختلف ممالک میں پھیل کر سیاسی پناہ لے کر بغیر کسی روک ٹوک کے اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے تانے بانے بُننے لگے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اہل اسلام کو دھوکہ نہ دے سکیں۔

انہوں نے قادیانیت کے خلاف علماء کے جہد مسلسل کی تاریخ دہرانے کے ساتھ ساتھ سابقہ حکومت کی [illegible] کوتاہی کو بھی واضح کیا کہ ایک معتبر اطلاع کے مطابق شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کے سلسلے میں کام ہو چکا تھا اور ڈیزائن بھی بن چکا تھا اور نیشنل اسمبلی میں بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا لیکن امور داخلہ کے کرتا دھرتا افراد نے ریکارڈ کے تلف ہونے کا بہانہ کر کے اپنے نامہ اعمال میں گناہوں کی پوٹلی کو مزید بھاری کر دیا۔

مرکز ختم نبوت مسجد باب الرحمت کی تعمیر و توسیع اور تاریخ کو بیان کرتے ہوئے مجلس کے روح رواں جناب الحاج مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے فرمایا کہ مسجد باب الرحمت کے سنگ بنیاد کی سعادت پاکستان کے پہلے وزیر اعظم اور شہید ملت لیاقت علی خان صاحب کی قسمت میں لکھی تھی لہٰذا اولین بنیاد انہوں نے ۱۹۴۷ء میں رکھی۔ پاکستان کے ابتدائی دنوں یہاں قریب ہی حاجی کیمپ تھا۔ اس سارے تاریخی ثبوت کے باوجود قائد اعظم مینجمنٹ بورڈ اس مسجد کو غیر قانونی قرار دے کر جہاں گناہ عظیم کا مرتکب ہو رہا ہے وہاں یقیناً قائد ملت کی روح کو بھی اذیت پہنچا رہے ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ قدم قدم پر قائد مینجمنٹ بورڈ اللہ کے اس گھر کی تعمیر میں روڑے اٹکاتے رہے اور نوٹس پر نوٹس جاری کرتے رہے حالانکہ ۱۹۸۰ء سے یہ مسجد مفتی احمد الرحمٰن صاحب مرحوم کے نام پر قانونی تقاضے پورے کرتے ہوئے ٹرسٹ کرائی گئی۔ جناب باوا صاحب نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جنرل ضیاء الحق شہید نے بھی تعمیر مسجد کی اجازت دی تھی اور پھر سابق وفاقی وزیر ماحولیات جناب سردار یعقوب علی ناصر صاحب نے بھی اجازت مرحمت فرمائی لیکن اس سب کے باوجود قائد مینجمنٹ بورڈ کے عارف صاحب کی آنکھوں میں خانۂ خدا کا وجود شہتیر بن کے کھٹک رہا ہے۔ جس کی وجہ سے از خود انہوں نے اپنی بے سکونی کا سبب پیدا کر لیا ہے جبکہ مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔ بدقسمتی کی انتہا دیکھئے کہ مسجد تعمیر ہو چکنے کے بعد منظور شدہ گیٹ کے نصب کرنے پر بھی ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں۔ جناب باوا صاحب کے بیان سے پہلے تک اجلاس پر ایک خاموشی اور سکون طاری تھا لیکن مسجد کے قیام و توسیع کے خلاف قائد مینجمنٹ بورڈ کے صدر کی ریشہ دوانیوں کو سننے کے بعد اجتماع کو قابو میں رکھنا مشکل ہوتا نظر آیا۔ چنانچہ اسٹیج سیکرٹری مولانا جمیل صاحب نے اسٹیج پر آ کر اجلاس میں موجود علماء، خطباء اور حاضرین کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ان کی طرف سے ایک قرارداد پیش کی کہ قائد مینجمنٹ بورڈ کے بعض افراد خانۂ خدا کو زک پہنچانے کا رویہ ترک کر دیں اور حکومت ایسے افراد کو لگام دے کہ جو عوام الناس میں حکومت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ جناب یعقوب باوا صاحب نے حکومتی ایجنسیوں کے موجود کارندوں کو حکام بالا تک اجتماع کے جذبات پہنچانے کی درخواست کی۔

جناب یعقوب باوا کو حاضرین مجلس نے یقین دہانی کرائی کہ خانۂ خدا کے لئے اور مرکز ختم نبوت کیلئے ہم تن من دھن کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ مختصر سے مختصر نوٹس پر کسی وقت اور کسی موقع پر بھی جناب باوا صاحب ہمیں حاضر پائیں گے۔ جس پر انہوں نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور مخالفین کے حق میں دعائے خیر کرتے ہوئے ان کو ہوش سنبھالنے کی درخواست کی۔ انہوں نے تعمیر مسجد کے مختلف مراحل پر مالی، بدنی، اخلاقی غرض کسی بھی انداز سے تعاون کرنے والے حضرات کا اپنی طرف سے اور عالمی تنظیم ختم نبوت کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کے مہتمم اور جانشین مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحبؒ جناب مولانا مفتی رفیع صاحب عثمانی مدظلہم نے مسجد باب الرحمت کی توسیع اور تعمیر جدید کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کو باعث شرف گردانتے ہوئے حکومت کو مخلصانہ اور ہمدردانہ مشورہ دیا کہ وہ قادیانیوں کے عزائم پر کڑی نگاہ رکھے اور مسجد باب الرحمت کے سلسلے میں بعض حکومتی کارندوں کے غلط طرز عمل پر مسلمانوں کی تشویش کو محسوس کرے اور کوئی بھی ایسا قدم اٹھانے سے گریز کرے کہ جو حکومت کی روسیاہی کا باعث بنے۔

جامع سلوک و ارشاد و شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف

باقی صفحہ ۲۶ پر

ضمیمہ دو مباہلے

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہٗ

حق تعالیٰ شانہٗ کی عظیم شان ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے دجالوں اور مکاروں کے مکر و فریب کا پول کھول دیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے خلق خدا کو گمراہ کرنے اور دنیا کا کوڑا جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو قدم قدم پر ذلیل و رسوا کیا، چنانچہ مرزا قادیانی کے متعدد لوگوں سے مباہلے بھی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ہر مباہلے کا فیصلہ مرزا قادیانی کے خلاف صادر فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ہر خاص و عام کے سامنے واضح کر دیا اس کے چند نمونے میرے رسالہ "قادیانی مباہلہ" میں آپ کی نظر سے گزر چکے ہیں۔ مثلاً۔

(۱) مرزا قادیانی نے عبداللہ آتھم عیسائی کے مباحثہ سے عاجز آکر آخری دن مباہلہ کے طور پر یہ پیش گوئی جڑ دی کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پندرہ مہینے کے اندر اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا اور صاف صاف الفاظ میں یہ اقرار کیا کہ۔

"میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لیے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لیے سولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔"

(خزائن ج ۶: ص ۲۹۲، ۲۹۳)

اس مباہلہ کا نتیجہ سب کے سامنے آیا۔ مرزا کا حریف آتھم پادری پندرہ مہینے میں نہیں مرا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک پادری کے مقابلے میں مرزا کو ذلیل اور روسیاہ کیا۔ اور لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو خود اس کے اپنے الفاظ میں۔

"تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی"

سمجھنے پر مجبور ہوئے۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا عبدالحق غزنوی سے رد در رو مباہلہ کیا اور مباہلہ کے بعد مرزا قادیانی مولانا عبدالحق غزنوی کی زندگی میں ہلاک ہو گیا۔ جب کہ اس کا اپنا اقرار تھا کہ۔

"مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔"

(مرزا قادیانی کے ملفوظات ج ۹ ص ۴۴۰)

مرزا قادیانی کے مولانا عبدالحقؒ کی زندگی میں مرنے سے ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی، مولانا عبدالحق غزنویؒ کے مقابلے میں جھوٹا تھا اور مولانا عبدالحق غزنویؒ نے اپنے مباہلہ میں جو دعویٰ کیا تھا کہ "مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے سب کے سب دجال و کذاب، کافر و ملحد اور بے ایمان ہیں۔" ان کا یہ دعویٰ بالکل صحیح ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کو ایک اشتہار شائع کیا۔ جس کا عنوان تھا۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ"

اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسری فاتح قادیان کو مخاطب کر کے لکھا کہ۔

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔"

(مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی جلد ۳ ص ۵۷۸)

اور پھر مرزا نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی سے فیصلہ طلب کرنے کے لیے یہ دعا کی کہ۔

"اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔

اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔"

(مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی جلد ۳ ص ۵۷۹)

اور اشتہار کے آخر میں مرزا قادیانی نے لکھا کہ۔

"بالآخر مولوی صاحب سے میری التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

چنانچہ مرزا قادیانی کی فرمائش کے مطابق مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اپنے پرچہ "اہل حدیث" میں مرزا کا پورا اشتہار لفظ بلفظ چھاپ دیا، اور اس کے نیچے جو چاہا لکھ دیا، چونکہ مرزا قادیانی اپنا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں دے چکا تھا، اس لیے مرزا کے اس اشتہار کے بعد مرزائیوں اور مسلمانوں کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں کہ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے؟ بالآخر ایک سال بعد فیصلہ خداوندی کا اعلان ہوا۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو ہلاک کر دیا۔ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری اس کے اکتالیس سال بعد تک سلامت باکرامت رہے۔

اس فیصلہ خداوندی سے ایک بار پھر ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی واقعی مفسد و کذاب اور مفتری تھا جیسا کہ مولانا ثناء اللہ مرحوم "اپنے ہر ایک پرچے میں اس کو یاد کرتے تھے۔"

آج کی صحبت میں ہم قارئین کو مرزا قادیانی کے دو مزید دلچسپ مباہلوں سے روشناس کراتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے دجال و کذاب ہونے کا واضح اعلان فرمایا۔

پہلا مباہلہ

حافظ محمد یوسف اور مولانا عبدالحق غزنوی کے درمیان۔

حافظ محمد یوسف ضلعدار امرتسری پہلے فرقہ اہل حدیث کے ممتاز رکن تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنویؒ سے خاص اعتقاد رکھتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد مرزائی جال میں پھنس کر (نعوذ باللہ) مرتد ہوگیا۔ مرتد ہونے کے بعد مرزا قادیانی کا نہایت غالی معتقد ثابت ہوا۔ شب و روز مرزائیت کی تبلیغ اور نشر و اشاعت اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں اس کے بارے میں لکھا۔

"حافظ محمد یوسف صاحب جو ایک مرد صالح، بے ریا متقی اور متبع سنت اور اوّل درجہ کے رفیق اور مخلص مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ہیں۔"

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ ص۴۷۹)

۲ شوال ۱۳۱۰ھ (مطابق ۱۹ اپریل ۱۸۹۳ء) کی شب کو حافظ محمد یوسف مرزائی نے مرزا قادیانی کی حقانیت پر مولانا عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کیا۔ مباہلہ کا موضوع یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے مرتد اور دجال و کذاب ہیں یا مسلمان ہیں۔ مولانا غزنویؒ کا موقف یہ تھا کہ مرزا اور مرزا کے چیلے حکیم نوردین اور محمد احسن امروہی مسلمان نہیں بلکہ مرتد اور دجال و کذاب ہیں اور حافظ صاحب کا مباہلہ اس پر تھا کہ وہ مسلمان ہیں۔

اس مباہلہ کو ہوئے ابھی ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ مرزا قادیانی نے اپنے مرید حافظ محمد یوسف مرزائی کی تائید میں ۲۵ اپریل ۱۸۹۳ء (مطابق ۸ شوال ۱۳۱۰ھ) کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا۔

اشتہار مباہلہ
میاں عبدالحق غزنوی و حافظ محمد یوسف صاحب

اس اشتہار میں (جو مرزا قادیانی کے مجموعہ اشتہارات کی کی جلد اوّل میں صفحہ ۳۹۵ سے صفحہ ۳۹۹ تک درج ہے) مرزا قادیانی نے اس مباہلہ کی تفصیل درج ذیل الفاظ میں قلمبند کی ہے۔

"مجھ کو اس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے ایک معزز دوست حافظ محمد یوسف نے ایمانی جوانمردی اور شجاعت کے ساتھ ہم سے پہلے اس ثواب کو حاصل کیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حافظ صاحب اتفاقاً ایک مجلس میں بیان کر رہے تھے کہ مرزا صاحب یعنی اس عاجز سے کوئی آمادہ مناظرہ یا مباہلہ نہیں ہوتا۔ اور اسی سلسلہ گفتگو میں حافظ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ عبدالحق نے جو مباہلہ کے لیے اشتہار دیا تھا اب اگر وہ اپنے تئیں سچا جانتا ہے تو میرے مقابلہ پر آوے۔ میں اس سے مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔ تب عبدالحق جو اسی جگہ کہیں موجود تھا۔ حافظ صاحب کے غیرت دلانے والے لفظوں سے طوعاً و کرہاً مستعد مباہلہ ہوگیا۔ حافظ صاحب کا ہاتھ آکر پکڑ لیا کہ میں تم سے اسی وقت مباہلہ کرتا ہوں۔ مگر مباہلہ فقط اس بارہ میں کروں گا کہ میرا یقین ہے کہ مرزا غلام احمد و مولوی حکیم نور الدین اور مولوی محمد احسن یہ تینوں مرتدین اور کذابین اور دجالین ہیں۔ حافظ صاحب نے فی الفور بلا تامل منظور کیا کہ میں اس بارہ میں مباہلہ کروں گا کیونکہ میرا یقین ہے کہ یہ تینوں مسلمان ہیں۔ تب اسی بات پر حافظ صاحب نے عبدالحق سے مباہلہ کیا۔ اور گواہان مباہلہ منشی محمد یعقوب اور میاں نبی بخش صاحب اور میاں عبدالہادی صاحب اور میاں عبدالرحمٰن صاحب عمر پوری قرار پائے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص۳۹۶)

چونکہ مرزا قادیانی نے اس اشتہار میں مباہلہ کی تفصیل درج کرنے پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ بہت سی غلط بیانیوں سے بھی کام لیا تھا اس لیے اس کے جواب میں مولانا عبدالحق غزنویؒ نے ۲۶ شوال ۱۳۱۰ھ کو ایک اشتہار شائع کیا (مولانا غزنویؒ کا یہ اشتہار مرزا قادیانی کے مجموعہ اشتہارات جلد اوّل کے حاشیہ میں صفحہ ۴۲۰ سے ۴۲۵ تک درج ہے)۔

اس اشتہار میں مولانا غزنویؒ، مرزا غلام احمد کی الہامیانہ لاف و گزاف کا پردہ چاک کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"حافظ کے مباہلہ کی تفصیل یہ ہے کہ حافظ محمد یوسف جو مرزا کا اوّل درجہ کا ناصر و موید و مددگار ہے، اس نے ۲ شوال بوقت شب مجھ سے بار بار درخواست مباہلہ کی آخر الامر اس بات پر مباہلہ ہوا کہ مرزا (غلام احمد قادیانی) اور نورالدین و محمد احسن امروہی، یہ تینوں مرتد اور دجال اور کذاب ہیں۔"

چونکہ ہنوز لعنت کا اثر ظاہراً اس پر (یعنی حافظ محمد یوسف پر۔ ناقل) نمودار نہیں ہوا۔ لہٰذا پیر جی (یعنی مرزا قادیانی ناقل) کو بھی گرمی آگئی اور عام طور پر اشتہار مباہلہ دے دیا۔ ذرا صبر تو کرو، دیکھو! اللہ کیا کرتا ہے: وکل شئ عنده باجل مسمی انه حکیم حمید۔

مجھ کو دو روز پیشتر محمد یوسف کے مباہلہ سے، دکھایا گیا کہ میں نے ایک شخص سے مباہلہ کی درخواست کی اور یہ شعر سنایا۔

بہ صورت بلبل و قمری اگر نہ گیری پند
علاج کے کنمت، آخر الدواء الکی

(ترجمہ از ناقل۔ اگر تم بلبل اور قمری کی صورت میں نصیحت نہیں پکڑو گے تو میں داغ دے کر تمہارا علاج کروں گا۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ "آخری علاج داغ دینا ہے")

اور بھی کچھ دیکھا جس کا بیان اس وقت مناسب نہیں۔ میں خود حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے! دو دن بعد یہ مباہلہ درپیش ہوا۔"

(حاشیہ مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی جلد اول ص۴۲۴)

قارئین کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا عبدالحق غزنویؒ دونوں کے مندرجہ بالا بیانات سے چند نکات نوٹ کر لیے ہوں گے۔

(۱) مباہلہ مرزا کے مرید حافظ محمد یوسف اور مولانا عبدالحق غزنوی کے درمیان ہوا۔

(۲) مباہلہ کا موضوع یہ تھا کہ مرزا قادیانی اور اس کے دونوں چیلے یعنی حکیم نوردین اور محمد احسن امروہی مرتد اور دجال و کذاب ہیں یا نہیں؟

(۳) یہ مباہلہ ۲ شوال ۱۳۱۰ھ۔ مطابق ۱۹/اپریل ۱۸۹۳ء کی شب کو ہوا۔

(۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مرید کے مباہلہ کی نہ صرف بھرپور تصدیق کی بلکہ اس پر مسرت وشادمانی کے شادیانے بجائے۔ گویا اس مباہلہ کا جو نتیجہ بھی برآمد ہو مرزا قادیانی نے اس کی ذمہ داری کو قبول کرنے کا اعلان کرنے کے لیے اشتہار دے دیا۔

اب قارئین کرام بے چین ہوں گے کہ یہ تو ہوا مباہلہ لیکن آخر مباہلہ کا انجام کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے اس مباہلہ میں کس کو فتح دی؟ مباہلہ کا فیصلہ کس کے حق میں ہوا؟ اور مباہلہ میں کون سچا نکلا اور کون جھوٹا ثابت ہوا؟

آہ کہ اس مباہلہ کے انجام کی خبر قادیانی امت کیلئے نہایت ہولناک اور ہوشربا ثابت ہوگی۔ جس کے سنتے ہی قادیانی قصر خلافت میں زلزلہ آجائے گا۔

مباہلہ کا انجام

سنیے! اس مباہلہ کا انجام یہ نکلا کہ مباہلہ کے کچھ عرصہ بعد مولانا عبدالحق غزنویؒ کا حریف چاروں شانے چت ہوا۔

(۱) حافظ محمد یوسف نے مرزائی ارتداد سے توبہ کرکے مولانا عبدالحق کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔

(۲) اسلام لانے کے بعد حافظ صاحب مرزائیت کے بخیے ادھیڑنے لگے اور یہ اعلان کرنے لگے کہ مرزا قادیانی اور اس کے تمام چیلے مرتد اور دجال وکذاب ہیں۔

(۳) مولانا غزنویؒ نے حافظ صاحب کا 'مباہلہ' کے ذریعہ جو آخری علاج 'کیا تھا وہ بحمداللہ کارگر ثابت ہوا اور مولانا مرحوم کی الہامی بشارت سچی ثابت ہوئی۔

قارئین کرام کو شاید یہ خیال گزرے کہ میں بغیر کسی ثبوت کے یہ دعویٰ کررہا ہوں کہ مباہلہ کے بعد حافظ محمد یوسف صاحب مرزائیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے تھے لیجیے میں اس کا ثبوت بھی مرزا قادیانی کی تحریر ہی سے پیش کیے دیتا ہوں۔

مرزا کا اشتہار بنام حافظ محمد یوسف

مرزا قادیانی کا رسالہ "اربعین" کھولیے۔ اس کے نمبر۳ کے اشتہار کی پیشانی پر آپ کو جلی قلم سے یہ عبارت نظر آئے گی۔

"اشتہار انعام پانسو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر۔ اور ایسا ہی اس اشتہار میں یہ تمام لوگ بھی مخاطب ہیں جن کے نام ذیل میں درج ہیں"

(اربعین نمبر۳ مندرجہ ذیل روحانی خزائن جلد نمبر۱۷ ص۳۸۶)

اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے حافظ محمد یوسف صاحب کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ایک نظر ان پر بھی ڈال لیجیے۔ اشتہار کے آغاز میں مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

"واضح ہو کہ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر نے اپنے نافہم اور غلط کار مولویوں کی تعلیم سے ایک مجلس میں ... یہ بیان کیا۔"

(روحانی خزائن جلد نمبر۱۷ ص۳۸۷)

آگے چل کر لکھتا ہے۔

"یاد رہے کہ یہ صاحب مولوی عبداللہ غزنوی کے گروہ میں ہیں اور بڑے موحد مشہور ہیں۔"

(ایضاً ص۳۹۰)

مزید لکھا ہے۔

"اور حافظ صاحب ... نے اپنے چند قدیم رفیقوں کی رفاقت کی وجہ سے میرے منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کا انکار مناسب سمجھا۔"

(ص۳۹۱)

مزید لکھا ہے۔

"کچھ عقل وفکر میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کیا ہوگیا؟..... انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لیے اپنی روحانی زندگی پر چھری پھیر دے' میں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سنی تھی کہ وہ میرے مصدقین میں سے ہیں اور مکذب کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور اسی میں بہت سا حصہ ان کی عمر کا گزر گیا۔ اور اس کی تائید میں وہ اپنی خوابیں بھی سناتے رہے اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مباہلہ بھی کیا۔"

(ایضاً ص۳۹۸)

مرزا قادیانی کے یہ اقتباسات اپنے مضمون میں بالکل واضح ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) حافظ محمد یوسف صاحب ایک طویل عرصہ تک مرزا کے پرجوش مرید رہے۔

(۲) حافظ صاحب نے مرزا کے بعض مخالفوں (مولانا عبدالحق غزنویؒ) سے مرزا کے صدق وکذب پر مباہلہ بھی کیا۔

(۳) اور مباہلہ کے بعد مرزا سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے۔ اور اس کو مفتری اور دجال وکذاب کہنے لگے۔ یہاں تک کہ مرزا کو ان کے خلاف اربعین نمبر۳ کا انعامی اشتہار شائع کرنا پڑا (یہ اشتہار مرزا کی کتاب تحفہ گولڑویہ کے شروع میں بھی بطور ضمیمہ درج ہے)

"قارئین کرام! مرزائیوں سے دریافت کریں کہ اس مباہلہ کے بعد جو مولانا عبدالحق غزنویؒ اور حافظ محمد یوسف ضلعدار کے درمیان ہوا تھا۔ اگر خدانخواستہ مولانا عبدالحق مرزا قادیانی پر ایمان لے آتے تو کیا مرزائی صاحبان اس کو مباہلہ کا نتیجہ قرار نہ دیتے؟ اور کیا اس کو مرزا قادیانی کی حقانیت کے طور پر پیش نہ کرتے؟ یقیناً ایسا کرتے؟

اب جب کہ مباہلہ کا نتیجہ الٹ ہوا کہ مولانا عبدالحق غزنویؒ نے اپنے حریف مباہلہ کو فتح کرلیا اور مولانا غزنویؒ کی طرح حافظ محمد یوسف صاحب بھی مرزا کو دجال وکذاب اور مفتری ومرتد سمجھنے اور کہنے لگے تو بتاؤ یہ مباہلہ کا نتیجہ ہے یا نہیں؟ اور اس مباہلہ کے نتیجے میں مرزا کا مرتد اور دجال وکذاب ہونا ثابت ہوا یا نہیں؟

"بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر"

دوسرا مباہلہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور لیکھ رام

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک آریہ لالہ مرلی دھر سے مباحثہ کیا۔ جس کی تفصیل اس کی کتاب 'سرمہ چشم آریہ' میں درج ہے۔ مرزا اپنے حریف کو مباحثہ میں شکست دینے سے حسب عادت عاجز رہا تو اس کتاب کے آخر میں آریوں کو دعوت مباہلہ دے ڈالی۔ مرزا کی دعوت مباہلہ کا متن ملاحظہ فرمایا جائے۔

"اگر کوئی آریہ ہمارے اس تمام رسالے کو پڑھ کر پھر بھی اپنی ضد چھوڑنا نہ چاہے اور اپنے کفریات سے باز نہ آئے تو ہم خدائے تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پاکر اس کو مباہلہ کی طرف بلاتے ہیں۔"

(رسالہ سرمہ چشم آریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد۲ ص۲۲۲)

"آخری حیلہ مباہلہ ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارت کرآئے ہیں۔ مباہلہ کے لیے وید خوان ہونا ضروری نہیں ہاں باتمیز اور ایک باعزت اور نامور آریہ ضرور چاہیے جس کا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے سو سب سے پہلے لالہ مرلیدھر

صاحب اور پھر منشی اندر من صاحب مراد آبادی اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کیے گئے ہوں مخاطب کیے جاتے ہیں کہ اگر وہ ویدکی ان تعلیموں کو جن کو کسی قدر ہم اس رسالہ میں تحریر کر چکے ہیں۔ فی الحقیقت صحیح اور سچے سمجھتے ہیں اور ان کے مقابل جو قرآن شریف کے اصول و تعلیمیں اسی رسالہ میں بیان کی گئی ہیں ان کو باطل اور دروغ خیال کرتے ہیں تو اس بارہ میں ہم سے مباہلہ کر لیں اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار پا کر ہم دونوں فریق تاریخ مقررہ پر اس جگہ حاضر ہو جائیں اور ہر ایک فریق مجمع عام میں اٹھ کر اس مضمون مباہلہ کی نسبت جو اس رسالہ کے خاتمہ میں بطور نمونہ اقرار فریقین قلم جلی سے لکھا گیا ہے تین مرتبہ قسم کھا کر تصدیق کریں کہ ہم فی الحقیقت اس کو سچ سمجھتے ہیں اور اگر ہمارا بیان راستی پر نہیں ہم پر اسی دنیا میں وبال اور عذاب نازل ہو۔ غرض جو عبارتیں ہر دو کاغذ مباہلہ میں مندرج ہیں۔ جو جانبین کے اعتقاد میں بحالت دروغ گوئی عذاب مترتب ہونے کے شرط پر ان کی تصدیق کرنی چاہیے اور پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کے لیے ایک برس کی مہلت ہوگی پھر اگر برس گزرنے کے بعد مولف رسالہ ہذا پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہوا یا حریف مقابل پر نازل نہ ہوا تو ان دونوں صورتوں میں یہ عاجز قابل تاوان پانسو روپیہ ٹھہرے گا جس کو برضامندی فریقین خزانہ سرکاری میں یا جس جگہ باسانی وہ روپیہ مخالف کو مل سکے داخل کر دیا جائے گا اور در حالت غلبہ خود بخود اس روپیہ کے وصول کرنے کا فریق مخالف مستحق ہوگا اور اگر ہم غالب آئے تو کچھ بھی شرط نہیں کرتے۔ کیونکہ شرط کے عوض میں وہی دعا کے آثار کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ اب ہم ذیل میں مضمون ہر دو کاغذ مباہلہ کو لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔"

(ایضاً ص ۲۵۰ - ۲۵۱)

قارئین کرام! مرزا کی اس طویل عبارت کو بغور پڑھیں اور درج ذیل تین نکات کو نوٹ کر لیں۔

اول ۔ مرزا کی طرف سے تمام آریوں کو دعوت مباہلہ ۔

دوم ۔ اس مباہلہ کا اثر ظاہر ہونے کے لیے ایک سال کی میعاد ۔

سوم ۔ ایک سال کے عرصہ میں اگر فریق مخالف پر مباہلہ کا اثر ظاہر نہ ہو۔ یا اس عرصہ میں مرزا پر مباہلہ کا وبال نازل ہو جائے دونوں صورتوں میں مرزا جھوٹا ثابت ہوگا ۔

اس کے بعد مرزا نے اپنی طرف سے مباہلہ کا ایک لمبا چوڑا مضمون لکھا ہے۔ اس کے اخیر پر بھی یہ فقرہ ہے ۔

"سوائے خدائے قادر مطلق تو ہم دونوں فریقین میں سچا فیصلہ کر اور ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے بیانات میں اور اپنے عقائد میں جھوٹا ہے ۔ اس پر تو اے قادر کبیر ایک سال تک کوئی اپنا عذاب نازل کر۔"

(ایضاً ص ۲۵۴ - ۲۵۵ ملخصاً بلفظہ)

اس کے بعد مرزا نے آریہ کی طرف سے دعائے مباہلہ لکھی ہے اور اس کے اخیر میں بھی یہ فقرہ ہے۔

"جو شخص تیری نظر میں کاذب اور دروغ گو ہے۔ اس کو اے ایشر! ایسے دکھ کی مار پہنچا کر ایک سال کے عرصہ تک لعنت کا اثر اس کو پہنچ جائے۔"

(ایضاً ص ۲۵۸ ملخصاً)

قارئین کرام دیکھ رہے ہیں کہ ان دو اقتباسوں پر مباہلہ کے اثر ظاہر ہونے کے لیے ایک سال کی میعاد مقرر کی گئی ہے ۔

پنڈت لیکھ رام مرزا کی دعوت مباہلہ کو قبول کرتا ہے ۔

مرزا کی کتاب 'سرمہ چشم آریہ' (جس کے اقتباس اوپر نقل کیے گئے ہیں) کے جواب میں پنڈت لیکھ رام نے 'نسخہ خبط احمدیہ' کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ (رئیس قادیان جلد اول ص ۱۲۱) جس میں مرزا کی دعوت مباہلہ کو قبول کرتے ہوئے پنڈت لیکھ رام نے درج ذیل الفاظ میں مباہلہ شائع کیا۔

"اے پرمیشور! ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر، اور جو تیرا ست دھرم ہے اس کو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کر، اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر، تا کہ جہالت و تعصب اور جور و ستم کا ناش ہو۔ کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔ راقم: آپ کا ازلی بندہ لیکھ رام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور۔"

(نسخہ خبط احمدیہ ص ۳۴ بحوالہ 'لیکھ رام اور مرزا' ص ۹ مصنف مولانا ثناء اللہ امرتسری)

مرزا قادیانی نے مباہلہ میں ہار جانے کی صورت میں پانسو روپیہ ہرجانہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ (جیسا کہ اوپر کے اقتباس میں آپ پڑھ چکے ہیں) اس پنج صدی انعام کے جواب میں پنڈت لیکھ رام نے لکھا ۔

"مرزا جی نے اپنی قدیم عادت کے بموجب پانسو روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے مگر ہم ان کے وعدہ کو اس شعر کا مصداق سمجھتے ہیں ۔

گر جاں طلبی مضائقہ نیست
گر زر طلبی سخن دریں است

ہمیں ان کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا حال بخوبی معلوم ہے۔ اور قرضداری کا حال بھی ہم سے مخفی نہیں۔ پس ہم لینے دینے کے سر پہ خاک ڈال کر وہ پانسو روپیہ مرزا صاحب کو ان کی نئی شادی کے لیے۔ جس کے متعلق ان کو ابھی ایک تازہ الہام ہوا ہے۔ بطور تنبول کے نذر کرتے ہیں۔"

(نسخہ خبط احمدیہ ص و بحوالہ رئیس قادیان جلد اول ص ۱۲۱)

پنڈت لیکھ رام کے ان دو اقتباسات میں سے دو باتیں واضح ہوئیں۔

اوّل ۔ پنڈت جی نے مرزا کا مباہلہ کا چیلنج قبول کر لیا۔

دوم ۔ مرزا نے اپنے ہارنے کی صورت میں پانسو روپیہ ہرجانہ دینے کی جو پیش کش کی تھی۔ پنڈت جی نے اسے محض 'مرزا کا زبانی جمع خرچ' تصور کرتے ہوئے اس سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ اور بطور طنز یہ اس زمانہ کے لحاظ سے یہ خطیر رقم مرزا کی 'نئی الہامی شادی' کے لیے بطور نذرانہ معاف کر دی ۔

مرزا قادیانی کی تصدیق کہ لیکھ رام نے مباہلہ منظور کر لیا

مندرجہ بالا بیانات اگرچہ بالکل واضح ہیں لیکن قارئین کے مزید اطمینان کے لیے مناسب ہوگا کہ خود مرزا قادیانی کی تصدیق بھی ثبت کرا دی جائے کہ اس نے 'سرمہ چشم آریہ' میں آریہ کو جو

دعوت مباہلہ دی تھی پنڈت لیکھ رام نے اس کو منظور کر لیا تھا۔
سنئے! مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

"واضح ہو کہ میں نے "سرمہ چشم آریہ" کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لیے بلایا تھا۔ میری اس تحریر پر پنڈت لیکھ رام نے اپنی کتاب "خبط احمدیہ" میں جو ۱۸۸۸ء میں اس نے شائع کی تھی، میرے ساتھ مباہلہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب "خبط احمدیہ" کے صفحہ ۳۴۴ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے:"

"چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلی دھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بہ سبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں۔ بنابراں اپنے اوستاد اور ان کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیازمند نے اپنے ذمہ لیا۔ پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ "دروغ گو را تا بدر خانہ باید رسانید" عمل کر کے مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی (یعنی مباہلہ کو) منظور کرتا ہوں۔"

مضمون مباہلہ

"میں نیازالقیام لیکھ رام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مصنف "تکذیب براہین احمدیہ" و رسالہ ہذا (یعنی نسخہ خبط احمدیہ) اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اوّل سے آخر تک رسالہ "سرمہ چشم آریہ" کو پڑھ لیا۔ اور ایک بار نہیں۔ بلکہ کئی بار اس کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا۔ بلکہ ان کے بطلان کو برہنہ ست دھرم رسالہ ہذا میں شائع کیا میرے دل میں مرزا جی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا۔ اور نہ وہ راستی کے متعلق ہیں۔" (آگے طویل مضمون کے بعد آخر میں لکھا ہے)

"اے پرمیشر! ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب، صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔"

"راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھ رام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور پنجاب"

(روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۳۲۶ تا ۳۳۲ ملخصاً)

مباہلہ کا انجام

مرزا لیکھ رام کے مباہلہ کی پوری کہانی قارئین کے سامنے آ چکی ہے۔ قارئین بڑی بے چینی سے یہ جاننے کے منتظر ہوں گے کہ مباہلہ کی یہ جنگ کس نے جیتی؟ کس کی فتح ہوئی؟ کس کو ذلت آمیز شکست کا منہ دیکھنا پڑا؟

قارئین! نتیجہ کا اعلان سننے سے پہلے مباہلہ کی شرائط ایک بار پھر پڑھ لیجیے۔

(۱) اگر مرزا کے حریف پر ایک سال میں عذاب نازل ہو تو مرزا کی فتح اور اس کے حریف کی شکست تصور کی جائے گی۔

(۲) مرزا کی شکست کی دو صورتیں ہوں گی اور دونوں صورتوں میں مرزا اپنے حریف کو پانسو روپیہ جرمانہ دے گا۔

الف۔ مرزا پر وبال نازل ہو تب بھی مرزا کی شکست اور اس کے حریف کی فتح۔

ب۔ اور اگر ایک سال کے اندر حریف پر وبال نازل نہ ہو تب بھی مرزا کی شکست اور حریف کی فتح۔

(۳) مباہلہ کی میعاد صرف ایک سال ہے جو تماشا ہوگا وہ اسی ایک سال میں ہوگا اس کے بعد نہیں۔

قارئین! پنڈت لیکھ رام نے ۱۸۸۸ء میں مرزا کی دعوت مباہلہ منظور کی تھی۔ آپ سوچ کر بتائیں کہ اس پر کب تک عذاب نازل ہونا چاہیے تھا؟ آپ کا ایک ہی جواب ہوگا۔

۱۸۸۹ء کے آخر تک

لیکن افسوس! کہ ۱۸۸۹ء کے آخر تک لیکھ رام پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوا وہ مارچ ۱۸۹۷ء تک زندہ سلامت رہا۔

قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ مباہلہ میں کس کی جیت ہوئی اور مرزائیوں سے بھی دریافت کریں۔ فیصلہ خداوندی کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی پنڈت لیکھ رام سے بھی بدتر ثابت ہوا کہ مرزا کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح دی۔

شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج بھی کیا جائے علماء کا مطالبہ

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا گیا تو تحریک چلائی جائیگی

جامع مسجد باب الرحمت کی تعمیر جدید کی تکمیل پر منعقدہ تقریب میں تقریریں

کراچی (پ ر) عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان امتیاز قائم کرنے کیلئے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے اور اگر حکومت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا تو اس مطالبہ کی حمایت میں اور اس کو منظور کرانے کیلئے ملک گیر تحریک چلائی جائے گی اور اس کیلئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا جب تک کارکنان مجلس تحفظ ختم نبوت کے جسموں میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے وہ تحریک کی کامیابی کیلئے جدوجہد کرتے رہیں گے۔ ان عزائم کا اظہار ملک کے ممتاز علماء کرام نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر اور جامع مسجد باب الرحمت کی تعمیر جدید کی تکمیل پر منعقد ایک دعائیہ تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس تقریب کی صدارت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد نے کی۔ مقررین نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور مختلف ادوار میں مختلف آرڈیننسوں کے اجراء کے باوجود ان قوانین پر کوئی عملدرآمد نہیں کیا جارہا۔ قادیانی کھلے عام مساجد کے نام سے اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر رہے ہیں جگہ جگہ اپنے تبلیغی مراکز قائم کر کے ارتداد پھیلا رہے ہیں۔ بیرون ملک قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے سفر کر رہے ہیں جبکہ سعودی عرب میں حرمین میں غیر مسلموں کے داخلہ پر پابندی ہے لیکن قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے حرمین شریفین کا تقدس پامال کر رہے ہیں۔ ہم وزیراعظم نواز شریف صدر غلام اسحٰق خان اور وزیر داخلہ سے مذاکرات کر چکے ہیں لیکن وہ اس طرف زیادہ توجہ نہیں دے رہے لیکن ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ختم نبوت سے بغاوت کرنے والے بھی اپنے اقتدار کو باقی نہیں رکھ سکیں گے۔

علماء کرام کے اس خصوصی اور نمائندہ اجلاس سے مولانا محمد اسفندیار خان، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا رفیق تقلیل، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، مفتی نظام الدین، حاجی زمان خان، قاضی محمد ثاقب، مولانا محمد انور فاروقی، حاجی عبدالرحمٰن، یعقوب بلوچ، مولانا محمد یوسف کشمیری، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا اللہ وسایا، قاری فضل ربی، مولانا محمد اسعد تھانوی، مولانا محمد میاں حمادی نے خطاب کیا۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداروں کے علاوہ سواد اعظم اہلسنت پاکستان، انجمن سپاہ صحابہ، جمعیت علماء اسلام (ف) جمعیت علماء اسلام (س) سنی مجلس عمل پاکستان، جمعیت اشاعت التوحید، متحدہ سنی محاذ، متحدہ علماء کونسل اور دیگر مذہبی تنظیموں کے سرکردہ علماء اور عہدیداران نے شرکت کی۔ اجلاس میں قراردادوں کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ فوری طور پر شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے اور مسلمانوں اور قادیانیوں کے شناختی کارڈ کے رنگ الگ کئے جائیں۔ قادیانیوں کی طرف سے مساجد کی شکل میں عبادت گاہیں قائم کرنے اور تبلیغی مراکز کے قائم کرنے پر پابندی لگائی جائے اور اس طرح کے واقعات کا سدباب کیا جائے۔ اجلاس میں مسجد اور دفتر کی تکمیل پر مجلس تحفظ ختم نبوت کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے قائداعظم بورڈ کے بعض افسروں کی رویہ کی مذمت کی گئی۔

روزنامہ "جنگ" کراچی ۱۷؍ اپریل ۱۹۹۲ء

Demand to include column for religion in ID cards

KARACHI: The Aalami Majlis-e-Tahaffuz-e-Khaatm-e-Nabuwwat has called upon the government to safeguard the ideology of "Khatam-e-Nabuwat" and distinguish between the Muslims and Qadianis. The Majlis called for a separate column in the identity cards to distinguish between Muslims and Qadianis.

"It is imperative to provide a column of "religion" in the National Identity Card, and if this demand by the "Aalami-Majlis-e-Tahaffuz-e-Khaatm-e-Nabuwwat, was not accepted by the government then a countrywide campaign to get it accepted would be launched. The workers of the Majlis would spare no effort to have it accepted by the government."

These sentiments were expressed by a wide spectrum of Ulemas who had gathered at the Jama Masjid "Babar-Rahmat" at its completion ceremony for a special prayer on the occasion.

The ceremony was presided over by Maulana Khwaja Khan Mohammed Sehikh. The Ulema who addressed the gathering said that despite the rules and regulations branding the Qadianis as non-muslims, the rules were not followed in letter and spirit, and the Qadianis were constructing their mosques openly.

It is very regrettable that the Qadianis were visiting "Harmain-Sharifain," posing as Muslim although according to Saudi rules Non-muslim were not allowed into the Holy land.

The present government, which was based on the Islamic ideology, was expected to fulfil the long overdue promise of Islamisation, however, the Majlis said that it was a matter of deep regret that the expectations had not materialised. The Majlis had decided that in co-operation with other religious organisations a countrywide demand should be made for the inclusion of religious affinities in the identity cards.

The Majlis noted with great satisfaction that the meeting where representatives of different schools of thought of were participating, had decided to launch an unified and effective struggle to achieve its end.

The Majlis regretted that although it had appealed to the president and the prime minister of Pakistan, they had not paid any attention to this problem. A resolution was passed at the congretation which called for a ban on the building of mosques by Qadianis and the establishment of centres for the spreading of the message of the heretics.

Others who addressed the gathering at the Majlis included Maulana Mohammad Isfandyar Khan, Maulana Fidaur Rahman Darkhwasti, Mufti Nizammuddin Saheb, Haji Zaman Khan, Maulana Mohammad Anwar Farooqi, Haji Abdur Raman Yakub Bawa, Maulana Mohammad Yusuf Kashmiri, Maulana Mohammad Yousuf Ludhianvi, Maulana Allahwasaya, Qari Fazle Rabbi, Maulana Amjad Thanvi and Maulana Ahmed Mian Hammadi. —PR

THE NEWS
FRIDAY-APRIL, 17, 1992

بنوں میں شناختی کارڈ کے مسئلہ پر احتجاج

بنوں: آل پارٹیز مجلس عمل ختم نبوت کی اپیل پر بنوں میں بھی یوم احتجاج منایا گیا۔ اس سلسلہ میں میلاد مسجد بنوں میں ایک اجلاس زیر صدارت مولانا علی اکبر صاحب ایم این اے منعقد ہوا۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا حضرت علی صاحب ڈسٹرکٹ خطیب بنوں تھے جبکہ سیکرٹری کے فرائض قاری حضرت گل نے انجام دیئے۔ اجلاس میں مولانا عبدالستار شاہ صدر مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں، مولانا عبدالصمد صاحب خطیب جامع مسجد قصبان گریٹ، مولانا لطف الرحمٰن خطیب مسجد شہید بابا، مولانا عبدالرزاق صاحب جامع مسجد غلام جیلانی، مولانا محمد جاذب صاحب ٹاؤن مسجد ملک نواب خان سورانی، ملک مراد داد خان ہیبی، ملک حاجی سردار خان محمد خیل اور دیگر کئی حضرات علماء نے شرکت کی۔ قاری حضرت گل نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کی اور کہا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ اور غیر مسلم اقلیت کے لئے علیحدہ رنگ کا مطالبہ آئین کے مطابق ہے کیونکہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ موجود ہے بلکہ شناختی کیلئے فارم بھرنے کے لئے حلف نامہ اور ووٹر لسٹ میں غیر مسلم اقلیت کے لئے علیحدہ رنگ موجود ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ یہ ایک جائز مطالبہ منظور نہیں کیا جاتا۔ جبکہ تمام دینی و مذہبی جماعتیں اس مطالبہ پر متفق ہیں اور سابقہ حکومتوں نے اصولی طور پر اس مطالبہ کو مان لیا تھا۔ لیکن انہوں نے فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے نئے کارڈ بنانے سے معذوری ظاہر کی تھی۔ اب جبکہ حکومت خود ہی کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت نئے کارڈ بنانے کا اعلان کر چکی ہے۔ تو یہ مطالبہ فوری طور پر مان لیا جائے ورنہ حکومت کے خلاف ایک زبردست تحریک اٹھے گی جو حکومت کو جلا کر رکھ دے گی۔ انہوں نے اس بات پر بھی افسوس کا اظہار کیا کہ حکومت قادیانیوں کے معاملے میں ڈھیلی ہو رہی ہے اور ان کے اشارے پر اس جائز مطالبہ کو ماننے سے فرار حاصل کر رہی ہے لیکن حکومت کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ مسلمان عوام کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ اس طرح بنوں کی تمام مساجد میں بھی علماء نے اپنے خطبات میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی اور پرزور مطالبہ کیا کہ فوراً اس مطالبہ کو منظور کیا جائے۔ بعد نماز جمعہ بمقام سرائے لونگ میں جمعیتہ علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک بڑے جلسہ عام میں قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ اس اہم اور جائز مطالبہ کو منظور کیا جائے ورنہ حکومت کے خلاف سخت اقدام کیا جائے گا۔ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اشارے پر ہر قسم کی قربانی دی جائے گی۔ یاد رہے کہ اس جلسہ عام سے جمعیۃ کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ اور اسلم خان ایم پی اے اور مولانا علی اکبر ایم این اے نے بھی موجود تھے اور خطاب فرمایا۔

پیلو کی بازیافت
فلورائیڈ کے ساتھ
Hamdard
PEELU TOOTH PASTE
ہمدرد
پیلو ٹوتھ پیسٹ
مِسواک سے
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ تک
پیلو کے مؤثر اور مجرب اجزا پر مشتمل ایک مکمل طبی ٹوتھ پیسٹ پیش کرکے ہمدرد نے
حفظِ دنداں کی دنیا میں بھی اوّلیت حاصل کرلی ہے۔
پیلو صدیوں سے دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی مضبوطی کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔
ہمدرد کی تحقیقِ جدید نے پیلو کے ان افادی اجزاء اور دوسری مجرب جڑی بوٹیوں سے ایک جامع
فارمولے کے مطابق ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ تیار کیا جو پوری طرح دانتوں اور مسوڑھوں
کی حفاظت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
ہمدرد
پیلو ٹوتھ پیسٹ
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
پیلو کے اوصاف
مسوڑھے مضبوط، دانت صاف
Adarts-HTP.3/85
ادارہ اخلاق
پاکستان سے محبت کرو - پاکستان کی تعمیر کرو

وزیراعلیٰ پنجاب نے عوام کا مطالبہ مسترد کر دیا مولوی فقیر محمد کا شدید احتجاج

فیصل آباد۔ انجمن نوجوانانِ اسلام کے صدر مولوی فقیر محمد نے وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف سے مطالبہ کیا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں کی طرف سے ربوہ کا نام تبدیل کر کے صدیق آباد رکھنے کے بارے میں انکار کرنے کی تحقیقات کرائی جائے اور وفاقی سطح پر ربوہ کا نام تبدیل کرنے کے سلسلہ میں اسلامیانِ پاکستان کے متفقہ مطالبہ کو تسلیم کیا جائے انہوں نے کہا کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب کی طرف سے تحریری طور پر مطلع کیا گیا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے ربوہ کا نام تبدیل کر کے صدیق آباد رکھنے کے بارے میں کمشنر فیصل آباد کی رپورٹ سے اتفاق کرتے ہوئے تجویز کو مسترد کر دیا ہے اور بورڈ آف ریونیو پنجاب نے وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے ربوہ کا نام تبدیل نہ کرنے کے بارے میں کمشنر فیصل آباد کو بھی مطلع کر دیا ہے مولوی فقیر محمد نے مسلمانانِ پاکستان کا مطالبہ تسلیم نہ کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب کے فیصلہ کی مذمت کی ہے اور اس فیصلہ کو واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے انہوں نے سابق ڈپٹی کمشنر جھنگ اطہر طاہر اور کمشنر فیصل آباد کے انکار کی بھی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے قادیانیت نوازی قرار دیا ہے۔ اور وزیراعظم سے فوری مداخلت کی اپیل کی ہے۔

بقیہ : ایمان افروز تقریب

لدھیانوی مدظلہ نے کمی وقت کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین کی شرکت کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ جسطرح اہل جنت کے دل ایک ہوں گے اور ایک ساتھ دھڑکتے ہوں گے اسی طرح اہل حق بھی ایک ہیں اور مختلف دینی جماعتیں ایک اکائی ہے۔ اور سب کے دل کی دھڑکن ایک ہے اور وہ غلبۂ حق واسلام ہے۔ فوج کی مختلف شاخیں اور مختلف رنگ ہوتے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک ملک کا سپاہی اور ملک کی حفاظت کے جذبہ سے سرشار ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح ساری دینی تنظیمیں اور ان سے وابستہ افراد اسلام کے سپاہی ہیں اور ان سب کا مقصد دین کی حفاظت و سربلندی ہے۔

آخر میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی رقت آمیز دعا کے نتیجے میں بارگاہ رب ذوالجلال میں حاضرین کی اشکبار آنکھوں سے یہ پروقار تقریب اختتام پذیر ہوئی اور ہر شخص کے دل میں ایک نیا جذبہ، ولولہ اور شوق غلبۂ دین کی بنیاد ڈال گئی۔

بقیہ : داستان ازبلا

ازبلا اب ہماری بہن ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کو عیسائیوں کے پنجہ سے جس قیمت پر ہو چھڑایا جائے۔"

دوسرا "(تلوار سونت کر) حضرت! اگر حکم ہو تو ابھی جا کر ازبلا کو چھڑا لاؤں۔ افسوس! ہماری بہن پر اس قدر سختیاں کی جارہی ہیں۔ اگر اب بھی ہم خاموش رہے تو یہ سخت ناانصافی ہوگی۔"

عمر لخمی "بھائیو! ہیجان اور اضطراب سے کچھ کام نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ حضرت (زیاد بن عمر) کی خدمت میں پیش ہے۔ آپ جو حکم دیں گے۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔"

سب لوگ "(زیاد بن عمر سے) یا سیدنا! جو حکم ہو اس کی تعمیل کے لیے حاضر ہیں۔"

زیاد بن عمر "میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی قسم کے اضطراب کا اظہار نہ کرو۔ ورنہ غریب ازبلا کی جان جاتی رہے گی۔ ہم اگر چاہیں تو ابھی اس کو اسلامی فوج کے ذریعہ بلا سکتے ہیں۔ مگر مصلحت اسی میں ہے کہ ترکیب سے کام کیا جائے۔ اگر ازبلا مصائب میں گرفتار ہے تو یہ اس کے لیے انشاء اللہ ایمان کی پختگی کا باعث ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ مصائب کی لذتوں میں ہی اسلام کی قدر معلوم ہوتی ہے۔"

عمر لخمی "(میرانو، مرتھا اور حنانہ سے) بولو! آپ کی اس میں کیا رائے ہے اور بہن ازبلا کی آپ امداد کہاں تک کر سکتی ہیں؟"

میرانو "اگر ہم کو حکم ہو اور یہ معاملہ ہم ہی پر چھوڑ دیا جائے تو آسانی کے ساتھ ازبلا کو اس مصیبت سے بچایا جا سکتا ہے۔"

عمر لخمی "بہت بہت شکریہ۔"

زیاد بن عمر "آپ کو اجازت ہے کہ اپنے طریقے سے ازبلا کو بچانے کی انتہائی کوشش کریں۔"

تینوں سہیلیوں نے پختہ وعدہ کر کے گھروں کو واپس جانے کی اجازت طلب کی چنانچہ اجازت دے دی گئی اور وہ سب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئیں۔ اور ازبلا کی رہائی کا مسئلہ تمام رات زیر غور رہا۔ باقی آئندہ

بقیہ : ایفائے عہد

سے کہیں بڑھ کر ہم نے اس طرف سے غفلت اختیار کر رکھی ہے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کا عہد و پیماں باندھے رکھنے کے ہم دعویدار تو ہیں لیکن اس کے عملی تقاضوں کی طرف دھیان دینا ہمارا شیوہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

تم وہ کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ یعنی زبان سے کہہ دیتے ہو اس کو کرنے کی تمہاری نیت نہیں ہوتی۔

اس فرمان خداوندی پر ہمارا ایمان تو ہے لیکن ہمارے شب و روز کی زندگی کا عام رویہ یہی رہتا ہے کہ زبان سے بلا تامل قول دے دو، مگر اسے پورا کرنے کی طرف سے بے تعلق ہو جاؤ یعنی وعدہ کر دو اور بھول جاؤ۔ شاعر اسی لیے تو شاعر نے یہ فیصلہ دے دیا تھا کہ

؂ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔

چنانچہ ہمارے معاشرے کا یہ دستور بن چکا ہے کہ بڑھ چڑھ کر ایک دوسرے سے وعدے معاہدے کر لیے جاتے ہیں لیکن ان کی تکمیل کا دن کبھی نہیں آتا۔ اس لیے کہ جب ایفائے عہد کی نیت ہی نہ ہو تو اس پر عمل کیسے ہو! جب ایک فرد وعدہ شکنی کرتا ہے تو لامحالہ دوسرے کو کسی طرح سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے پھر اگر اس کا ایمان کمزور ہے تو جواب میں وہ بھی وہی روش اختیار کر لیتا ہے یوں ایک دوسرے کو دیکھا دیکھی ایفائے عہد سے بے توجہی کا عمل برابر جاری رہتا ہے۔ اسی وجہ سے وعدہ خلافی اور عہد شکنی ہمارے معاشرے کا مزاج بن چکا ہے۔ ایفائے عہد کی انسانیت ساز قدر کو چھوڑ کر پورا کو پس پشت ڈال دینے یا زبان سے مکر جانے کی قبیح عادت کو اپنانے سے جھوٹ کا کاروبار جس طرح فروغ پاتا ہے اور ہر معاملۂ زندگی میں جھوٹ کا جس طرح غلبہ ہوتا ہے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کون نہیں جانتا کہ جھوٹ وہ طرز عمل ہے جو دیگر تمام معاشرتی و سماجی برائیوں اور گمراہیوں کو جنم دیتا ہے اس کے باوجود ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ حق کی ایک بھی قدر چھوڑنے سے باطل ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے اور ہماری ذات کی نشوونما رک جاتی

ہے قرآن کریم نے اس کیفیت کو جحیم سے تعبیر کیا ہے۔ اس طرح جو ان برکتوں اور رحمتوں سے یکسر محروم رہتے ہیں جو زندگی کو قرآنی انوار و ضوابط سے منور رکھنے سے حاصل ہوتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ انسان کے اخلاق میں اگر ایفائے عہد کا وصف نہ ہو تو اس بنیاد کا نہ ہونے سے سیرت و کردار کی عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ بات کہہ کر پوری نہیں کرتے یا ان کی قطعاً یہ نیت نہیں ہوتی کہ اسے پورا کریں گے ان سے کسی خیر یا نیکی کی توقع رکھنا عبث ہے۔ ایفائے عہد سے روگردانی صریح گمراہی ہے۔ اگر ہم ایفائے عہد کے پابند ہو جائیں تو اس کی بدولت ہمارے معاشرے کی سینکڑوں برائیاں دور ہو سکتی ہیں درحقیقت عہد کی پابندی احترام کرتے رہنا ہی اصل نیکی اور اساس عدل و شرافت ہے قرآن کریم ہمیں یہ درس دیتا ہے۔

ہاں جو کوئی اپنا قول و قرار سچائی کے ساتھ پورا کرتا ہے اور اس طرح قوانین خداوندی کی نگہداشت کرتا ہے تو بے شک خدا کی پسندیدگی انہی تقویٰ شعار لوگوں کے لئے ہے۔

بقیہ : مولانا مسعود شمیمؒ

اور فراہمی طواف و سعی اور مدینہ منورہ و حج کی دعاؤں کی کتابچوں کی نشر و اشاعت۔ سر منڈوانے کی فراہمی اور تقسیم طواف اور سعی کے سات چکروں کے لئے سات دانوں کی تسبیح کا اہتمام اور تقسیم ڈاک کے سعودی ٹکٹ، دم جنایت، دم احتیاط، دم شکرانہ، دم تمتع و قران صدقہ اور عام نفلی قربانیوں کے جانوروں کا اہتمام اور متعدد خدمات کے علاوہ مدرسہ کی امداد و معاونت اور مدرسہ سے متعلق تاریخی معلومات حاصل کرنے والے الگ ہیں۔ علماء، صلحاء، اولیاء، زائرین اور مہمانوں کا ہجوم خاص اور ان کے قیام و طعام و رہنمائی کا اور آمدورفت کے انتظامات۔ خلاصہ یہ کہ مولانا نے اپنی ذات کو ایک انجمن بلکہ ایک ادارہ کی حیثیت اور شخصیت بنا رکھی تھی۔ تمام واردین و قاصدین سے الگ الگ مختلف النوع کی باتیں اور مقاصد کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ اور ہر ایک سے وسعت قلبی اخلاق حمیدہ و خندہ پیشانی سے سلوک کرتے اور سب آپ سے اور آپ کی خدمات و مشورے سے متاثر ہو جاتے۔ مسائل حج و عمرہ و طواف معلوم کرنے والے زبانی یا ٹیلی فون سے بھی آپ کی تشریح و توضیح اور تفسیر و تفہیم کے انداز طویل کے شائقین تھے۔ مولانا مرحوم نیک دل رکھنے کے ساتھ نہایت عابد ناسک زاہد، متقی تھے۔ اکثر اوقات میں دوگانہ نفل ادا کرتے رہتے اور قرآن شریف کی تلاوت کے علاوہ مختلف اوراد و وظائف کے پابند تھے۔ صدقہ کا بے انتہا اہتمام فرماتے تھے تمام دن صدقہ میں کچھ دیتے رہتے چاہے کھجور کا ایک دانہ یا مستحق کا ٹکڑا کیوں نہ ہو۔

مولانا کی اچانک اور ایک دم سانحہ ارتحال نے تمام متعلقین کو غمزدہ کر دیا۔ اتوار کی صبح فجر ۵ شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ بمطابق یکم مارچ ۱۹۹۲ء کو مکہ مکرمہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ جس نے سنا دم بخود ہو گیا۔ سانحہ کی خبر منتشر ہوتی چلی گئی۔ اور تعزیت کرنے والوں کی آمد شروع ہو گئی۔ ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ صولتیہ میں غسل اور تجہیز و تکفین انجام پائی سوگواروں نے آخری زیارت کی۔ مدرسہ کے صحن میں پہلی بار نماز جنازہ ادا ہوئی۔ جس میں علماء صولتیہ اور طلبہ کے علاوہ کافی تعداد میں لوگ شرکت کرنے والے تھے۔ نماز جنازہ حرم پاک کے محترم عالم دین فکر مفکر کی علمی شخصیت اور دارالعلوم حرم کے قدیم فاضل استاذ علامہ شیخ اسماعیل عثمان زین نے پڑھائی۔ پھر جنازہ حرم شریف لے جایا گیا۔ نماز عصر کے بعد حرم شریف میں اجتماعی اور عمومی نماز جنازہ دوبارہ امام حرم محترم کی امامت میں ادا ہوئی۔ جنت المعلاۃ کی طرف جنازے نے رخ کیا۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون ط)

بقیہ : ماہ ذی القعدہ

ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا
ترا کچھ پتہ بھی جو پا گیا وہ تمام جہاں پہ چھا گیا
اسے اب کسی سے امید ہے نہ کسی سے خوف و ہراس ہے

شرک و بدعت کتنے بڑے گناہ ہیں اس سے اندازہ فرمائیں کہ اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ فرماتے ہیں کہ بے شک وہ شرک کے علاوہ ہر گناہ معاف کر دیں گے مگر شرک معاف نہ کریں گے۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے حوض کوثر کے پانی سے بدبخت لوگ محروم ہوں گے فرشتے دھکے دے کر ان کو ہٹا دیں گے۔ یاد رکھیں اعمال کی کمزوری و خامی تو قابل معافی ہے مگر عقیدے کی خامی و کمزوری ناقابل معافی ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو شرک و بدعات و رسومات سے محفوظ فرمائیں۔

بقیہ : پہلی مسجد

ہو مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہو حق کے کاموں میں مدد کرتے ہو، لہٰذا میں تم کو پناہ دیتا ہوں اور واپس چلو اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کرو، حضرت صدیق اکبرؓ ابن دغنہ کے ساتھ واپس آ گئے تو شام کو ابن دغنہ قریش مکہ کے پاس گیا اور بڑے ہی واشگاف الفاظ میں کہا کہ سن لو ابوبکر جیسا (رحیم و کریم) آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے آدمی کے در پے آزاد ہو اور اس کو گھر سے نکال رہے ہو جو کہ ناداروں، بے کسوں، محتاجوں کے لئے کماتا ہے صلہ رحمی کرتا ہے جن کا بوجھ اٹھانے والا کوئی نہ ہو ان کے بوجھ اٹھاتا ہے مہمان کی خاطر تواضع کرتا ہے اور حق کے کاموں میں مدد کرتا ہے، قریش مکہ نے ابن دغنہ کی بات کو سن کر اس کی امان کو مسترد نہیں کیا البتہ ابن دغنہ سے اتنا کہا کہ ابوبکر سے کہیں کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کر لیا کریں، گھر ہی میں نماز پڑھیں اور جو جی چاہے وہ کریں لیکن ہمیں اپنی قراۃ سے تکلیف نہ دیں۔ بلند آواز سے قراۃ قرآن نہ کریں۔ کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ صدیق کی تلاوت قرآن سے ہماری عورتیں اور بچے ہماری اولاد فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ یعنی باپ دادا کا دین چھوڑ کر کہیں دامن مصطفیٰ سے وابستہ نہ ہو جائیں ابن دغنہ نے یہ تمام باتیں حضرت صدیق اکبرؓ سے کہہ دیں، حضرت ابوبکرؓ کچھ عرصہ تھوڑے ایام ان شرائط پر کاربند رہے اپنے ہی گھر میں عبادت کرتے اپنی نماز میں بلند آواز سے قرأت نہ کرتے اور نہ ہی گھر کے علاوہ کسی اور جگہ تلاوت قرآن کرتے پھر ایک دن ان کے دل میں خیال آیا اور گھر سے باہر ایک جگہ میدان میں منتخب کر کے وہاں پر مسجد بنالی اور اس میں نماز پڑھنا شروع کر دی اور قرآن مجید کی تلاوت بھی وہاں ہی کرتے، جب بھی آپ پرسوز آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے مشرکین کی عورتیں اور بچے ہجوم در ہجوم اکٹھے ہو جاتے اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی طرف بڑی معصومانہ نگاہ سے دیکھتے اور قرآن کی تلاوت سننے میں مصروف ہو جاتے۔

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

تحریکِ ختمِ نبوت سنہ ۱۹۷۴ء کی ترتیب کے سلسلہ میں رفقاء مدد فرمائیں

- تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء کی ترتیب، اشاعت و پذیرائی پر اللہ رب العزت کے حضور سجدہ گزار ہیں۔
- اب بحمدہ تعالیٰ تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء کی ترتیب کا کام شروع ہے
- اس سلسلہ میں اندرون و بیرون ملک ختمِ نبوت کے کاز پر کام کرنیوالے احباب، جماعتی رفقاء اور مبلغین ختمِ نبوت سے بصد ادب درخواست ہے کہ
- تحریکِ ختمِ نبوت ۲۹ مئی سے یکم ستمبر ۱۹۷۴ء تک تحریک کی کسی بھی قسم کی رپورٹ، خبر، اخباری تراشہ، گرفتاریاں و مقدمات، جلسہ جلوس، میٹنگ و پروگرام سے متعلق جو کچھ بھی آپ کے پاس ہے یا آپکے ذہن میں محفوظ ہے اسے براہِ کرم اولین فرصت میں ہمیں بھجوائیں آپکے ایک ایک حرف و جملہ کے ہم محتاج ہیں۔
- یہ ایک عظیم و ضخیم تاریخ ہے جسے قلمبند کرنا ہم سب کا قومی فریضہ ہے۔
- اس سے سبکدوش ہونے کیلئے آج ہی توجہ فرمائیں تاکہ اسے خوبصورت طور پر ترتیب دیکر کتاب کا حصہ بنایا جائے۔
- جون کے آخر تک کا ہر لمحہ آپ حضرات کی توجہات عالیہ کیلئے انتظار میں گزرے گا۔ اس کے بعد کیلئے پیشگی معذرت ابھی سے نوٹ فرمالیں۔
- ہمیشہ کتاب کے شائع ہونے کے بعد بعض دوست شاکی۔ اور بعض کفِ افسوس ملتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز رہ گئی ابھی توجہ فرمائیں مقررہ تاریخ تک مل جانے کی صورت میں شامل نہ ہو تو ہم جوابدہ ہوں گے۔ بعد میں آپنے بھجوایا تو ابھی سے اس کی ذمہ داری قبول فرمانے کیلئے آپ اخلاقی طور پر تیار رہیں۔
- جماعتی مبلغین و رفقاء جس کسی بزرگ کے پاس اس قسم کی معلومات حاصل ہونیکی اُمید رکھتے ہوں ان کو متوجہ فرمائیں اور انٹرویو لیکر روانہ فرمائیں تاکہ ہمہ قسم کی ہمہ جہت رپورٹنگ سے کتاب مزین ہو سکے۔
- رپورٹنگ و معلومات بہم پہنچانے کے لیے کسی بھی مسلک کے کسی بھی ساتھی کے تعاون کے طلب گار ہیں۔ جس طرح رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اُمت کے تمام مسلمانوں کے لیے سرمایہ و اصل ایمان ہے اسی طرح ہر شخص کی قربانی کی رپورٹ میسر ہونے پر کتاب میں شامل کرنے کے متمنی ہیں اُمید ہے کہ بھرپور توجہ فرمائیں گے۔

طالبِ دُعا
عزیز الرحمٰن جالندھری
جنرل سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت

رابطہ کیلئے (مولانا) اللہ وسایا دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان۔ پاکستان
فون نمبر: ۴۰۹۳۸-۴۰